گزشتہ سے پیوستہ

پھر ہمیں معلوم ہوا کہ وہ تمام گاؤں مسلمان لوگوں پر مشتمل تھا اور انہوں نے حملوں میں حصہ نہیں لیا تھا۔ ہم جان گئے کہ خدا نے ہمارے قدموں کو اس گاؤں کی طرف موڑا تھا۔ اس دن مسٹر گوفورتھ بے حس و حرکت لیٹے ہی رہے اور ان کی رنگت بھی بالکل سفید پڑی ہوئی تھی کہ مجھے بہت خوف محسوس ہو رہا تھا۔ لیکن میں نے بھی تمام دن ان کی زندگی کے لئے دعا مانگنا نہ چھوڑا۔ اور جب چار بجے کے قریب ہمارے کچھ ساتھی تلاش کرتے ہوئے اُس گاؤں میں پہنچے تو میرے شوہر فوراً اٹھ کر ایسے بیٹھ گئے جیسے انہیں کچھ ہوا ہی نہیں، وہ اٹھ کر چلنا شروع ہو گئے تھے جو ایک معجزہ ہی تھا۔ اور جب میں نے انہیں منع کیا کہ آپ فوراً اٹھ کر چلنا شروع نہ کریں۔ آپ کو چکر آ سکتے ہیں تو ان کا ایک ہی جواب ہوتا کہ بس دعا کرو کہ خداوند مجھے قوت دے تا کہ جب تک اس نے مجھ سے کام لینا ہے میں پوری قوت سے کام کر سکوں۔ جب ہم اس گاؤں سے رخصت ہونے لگے تو گاؤں والوں نے ہمارے اور ہمارے بچوں کے لئے کچھ کپڑے دیئے کیونکہ ہمارے کپڑے کافی پھٹ چکے تھے اور میں بچوں کے کپڑے پھاڑ پھاڑ کر مسٹر گوفورتھ کو پٹیاں باندھ چکی تھی کیونکہ ان کا خون بہنا بند نہیں ہو رہا تھا۔ اس لئے ہم نے وہ کپڑے لے لئے اور انہوں نے ساتھ میں گرم کپڑے بھی دیئے کیونکہ رات کو شدید ٹھنڈ ہو جاتی تھی۔ پھر ہم لوگ گاؤں سے چل پڑے۔ ہمارے باقی تمام ساتھی بھی پہنچ گئے اور ہمیں اپنے اپنے بچاؤ کی گواہیاں سنانے لگے کہ خدا نے کیسے کیسے ان کی مدد کی۔ ڈاکٹر صاحب بھی میرے شوہر کی طرح کافی زخمی تھے۔ ان کے گھٹنے کی ہڈی اتر گئی اور دائیں ہاتھ کی کلائی بری طرح سے کٹ گئی تھی اور باقی جسم پر بھی کافی چوٹیں آئیں تھیں۔ سب لوگ ڈاکٹر صاحب اور مسٹر گوفورتھ کی وجہ سے کافی پریشانی میں تھے۔ ہمارے ساتھ سب مل کر دعا کرنے لگے کہ بیل گاڑیوں والے آ جائیں تا کہ ہم آگے بڑھ سکیں۔ چین اور اس میں موجود بت پرست قومیں تھیں اس لئے وہاں کے بیل گاڑی چلانے والے جب خود ہمارے پاس آئے تو یہ کسی معجزے سے کم نہیں تھا کیونکہ وہ بھی ہمارے ساتھ تمام حالات سے گزر رہے تھے۔ جلد ہی باقی افراد ہمارے ساتھ شامل ہو گئے اور شام چھ بجے ہم بڑے شہر نانگ یانگ فُو میں پہنچ گئے۔ شہر کی فصیل پر لوگوں کا اتنا ہجوم تھا کہ دیوار نظر آنے کے بجائے صرف سر ہی نظر آ رہے تھے۔ اور جب ہم پھاٹک سے اندر داخل ہوئے تو مشتعل ہجوم ہماری گاڑیوں سے ٹکرا کر گزر رہا تھا اور کئی بار تو ہماری گاڑیاں

الٹتے الٹتے ہی بچیں۔ اس کے علاوہ ہر دوسرے لمحے اینٹ یا پتھر گاڑیوں سے ٹکرا رہے تھے اور ساتھ ہی دل دہلا دینے والی آوازیں آ رہی تھیں کہ ''مار ڈالو'' جس کو بھولنا ناممکن ہے۔ پھر بھی خدا ہمیں بحفاظت نکال کر لے آیا اور کوئی ہتھیار ہمارے خلاف کارگر نہ ہوا۔ جب ہم سرائے میں پہنچے تو تقریباً ایک ہزار سے بھی زائد افراد کا بپھرا ہوا جتھا ہمیں گاڑیوں سے اترتے ہی دھکیل کر ایک کمرے میں لے گیا اور کمرے میں اتنے افراد آ گئے کہ ہمیں سانس لینا بھی مشکل ہو رہا تھا۔ ایک گھنٹے تک وہ لوگ ہمیں ایک کونے میں دبائے کھڑے رہے پھر باہر والے شور مچانے لگے کہ انہیں باہر لاؤ کیونکہ وہ لوگ اندر نہیں آ پا رہے تھے۔ ہم نے زیادہ خواتین کو باہر جانے سے روکے رکھا مگر باقی تمام مرد اور کچھ خواتین اور تمام بچے باہر نکال لیے گئے اور ہمیں کچھ معلوم نہیں تھا کہ کیا ہونے والا ہے مگر ہم سب دل سے دعا مانگ رہے تھے اور ان لوگوں کو سمجھانے کی کوشش بھی کر رہے تھے کہ ہم لوگ رومن کاتھولک نہیں ہیں۔ اور آخر کار ہماری مدد آ پہنچی اور وہ اس طرح کہ ہم نے آتے ہی ایک خادم کو پولیس کے پاس بھیجا تھا کہ وہ ہماری حفاظت کے لئے کام کرے۔ مگر وہ خادم کئی گھنٹوں کے بعد واپس آیا اور ہجوم ابھی تک بپھرا ہوا تھا اور اس خادم نے ہمیں چپکے سے بتایا کہ پولیس بھی ہم سب کو قتل کروانا چاہتی ہے لیکن اس طرح سے ان پر حرف آئے گا اس لئے وہ ابھی آپ لوگوں کو شہر سے بحفاظت باہر نکال دیں گے مگر کچھ آوارہ گرد قاتلوں کو آپ کے پیچھے بھیجیں گے تا کہ وہ شہر سے باہر آپ کو قتل کر دیں۔ اور ابھی کچھ ہی منٹ گزرے تھے کہ پولیس کے پچاس سپاہی ہماری حفاظت کے لئے پہنچ گئے اور انہوں نے ہجوم کو واپس جانے کو کہا تو تھوڑی دیر کے بعد ہجوم وہاں سے چلا گیا اور ہم نے سکھ کا سانس لیا اور خدا کی شکر گزاری کرنے لگے۔ وہ ہجوم ہمیں قتل کر دینا چاہتا تھا مگر کیوں قتل نہ کر سکا اور کس نے انہیں روکے رکھا؟ ایک ہی ہستی ہے جس نے ہجوم کو روکے رکھا اور ہمارے قتل کے ارادوں سے باز رکھا اور وہ ہستی ہے ہمارا زندہ اور قادرِ مطلق خدا۔ وہ خادم جس نے آ کر ہمیں اطلاع دی تھی وہ ہم سے مل کر ہونان چلا گیا اور وہاں یہ خبر پھیلا دی کہ ہم سب کو قتل کر دیا گیا ہے۔ اس بات کی اطلاع ہمیں بعد میں ملی۔

اب سوال یہ تھا کہ ہم شہر میں رُکیں یا خدا پر بھروسہ کر کے آگے چل پڑیں، دوبارہ سے آگے بڑھنے کے ارادے کی سب نے تائید کی۔ مگر گاڑی بان آگے بڑھنے کے لئے تیار نہیں ہو رہے تھے اس لئے ہم سب

دعا میں خدا کے حضور جھک گئے اور آخر کار رات دو بجے کے قریب وہ چلنے کے لئے تیار ہو گئے۔ پولیس افسر نے کچھ سپاہی ہمارے ساتھ کر دیئے تا کہ ہم صحیح رستے پر آگے بڑھ سکیں۔ رات بہت تاریک تھی اور جب ہم شہر کے پھاٹک سے باہر نکل رہے تھے ہم نے دیکھا کہ فصیل کے اوپر موجود تمام روشنیاں بجھی ہوئی تھیں۔ ہم سمجھ سکتے تھے کہ یہ بھی ایک اشارہ ہے کہ ہمیں رستے میں قتل کر دیا جائے۔ ابھی ہم شہر سے بمشکل سو گز کے فاصلے پر تھے کہ ہماری بیل گاڑیاں رک گئیں اور ایک شخص بھاگتا ہوا آیا اور میرے شوہر کے کان میں بتایا کہ ہمارا بیٹا پال اور ایک مشنری بھائی غائب ہیں ان کا پتہ نہیں چل رہا۔ بہت سے لوگ انہیں تلاش کرنے نکل کھڑے ہوئے اور صبح سورج نکلنے تک انہیں تلاش کرتے رہے مگر کچھ پتہ نہ چلا۔ اس تکلیف کی گھڑی میں ایک اور مشکل آن کھڑی ہوئی تھی۔ میرا دل بیٹھا جا رہا تھا اور میں سوچ رہی تھی کہ اگر پال نہ ملا تو کیا میں خدا پر دوبارہ بھروسہ کر پاؤں گی؟ تب مجھے فوراً یاد آیا کہ خدا نے کیسے معجزانہ طور پر میرے شوہر کی زندگی بخش دی تھی۔ تو میں نے فوراً پال کو خدا کے ہاتھوں میں سونپ دیا تا کہ خدا کی مرضی پوری ہو۔ جب سب ڈھونڈ ڈھونڈ کر واپس آ گئے تو ایک بیل گاڑی اور ایک خادم کو وہاں چھوڑ دیا گیا اور ہم آگے چل پڑے۔ تب ہم نے خدا کا جلال دیکھا اور اس کا زبردست منصوبہ ظاہر ہوا۔ کیونکہ وقت کافی گزر گیا تھا اس لئے جو فوجی ہمارے ساتھ تھے یعنی ہمیں مارنے والے تھے وہ سب اپنی گاڑیوں میں سو چکے تھے اور ہم لوگ سڑک کنارے سے اتر کر سڑک کے ساتھ ساتھ کافی دور نکل چکے تھے اور اب وہ ہم تک نہیں پہنچ سکتے تھے۔ اس لئے ہم نے خدا کے نجات بخش ہاتھ کو پھر سے اپنے لیے کام کرتے دیکھا۔ راستے میں بھی کئی بار ہمیں ہجوم نے گھیر لیا۔ تب ہم اپنے پھٹے پرانے کپڑے ان کو دکھاتے اور اگر وہ ہمارے بچوں کی آیا کو پکڑنے کے لئے شور مچاتے تو ہم خدا کے حضور گڑگڑاتے تو وہ ہجوم ہمیں چھوڑ کر آگے بڑھ جاتا۔ ایک بار ہجوم میں سے کسی نے مسٹر گوفورتھ کی ٹوٹی ہوئی ہیلمٹ اور کوٹ وغیرہ بھی چھین لیا۔ ہم لوگ سوچتے تھے کہ یہ نشانیاں گواہی کے طور پر کام آئیں گی۔ اس وقت ہماری حالت بہت خستہ ہو چکی تھی۔ مردوں میں سے زیادہ تر لوگوں کے سر اور بازو زخمی تھے۔ ڈاکٹر صاحب تو اپنا سر بھی اٹھا نہیں پا رہے تھے۔ لکڑی کی بیل گاڑی میں سفر کرتے ہوئے الگ تکلیف تھی کیونکہ ایک ایک گاڑی میں نو نو افراد سوار تھے جو عام حالات میں زیادہ سے زیادہ پانچ افراد ہوتے

ہیں۔دوپہر کے وقت ہم ایک بڑے شہر میں پہنچے کیونکہ جانور بھی تھک چکے تھے۔تب ہم نے خداوند کی شفقت کو بڑے زبردست طریقے سے کام کرتے دیکھا۔ جب ہم گاڑیوں سے اتر ہی رہے تھے تو اتنا ہجوم جمع ہوگیا جو اتنے غصے میں تھے کہ لگ رہا تھا کہ آج ہمارا آخری وقت آ پہنچا ہے۔لیکن اسی وقت ہجوم میں سے دو افراد ایسے باہر نکل آئے جن کے لباس بہت اچھے تھے۔لگتا تھا کہ وہ کسی اعلیٰ ادارے کے افسران ہیں۔ انہوں نے آ کر میرے شوہر کو بڑے اخلاق سے سلام کیا اور ان کے چہروں سے ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ کافی حیران ہیں۔ان کو میرے شوہر نے اپنے گھر میں بلایا تھا جب ہم چانگ ٹے ہو میں رہتے تھے۔لیکن اسی وقت ہجوم کا رویہ بالکل بدل گیا۔میرے شوہر نے چند لفظوں میں تھوڑی تفصیل ان کو بتائی اور ان دونوں افسران نے عوام سے کچھ بات کی اور عوام نے ہمارے لئے فوراً راستہ بنا دیا۔پھر ہمیں اچھے کمروں میں پہنچایا گیا،اچھا کھانا دیا گیا جس کی ہمیں سخت ضرورت تھی۔ ہمارے کمرے میں پھر سب ساتھی باری باری آ کر ہمارے بیٹے پال کے کھو جانے کا افسوس کر رہے تھے لیکن میں خاموش رہی اور منتظر تھی کہ خدا کیا کرنے والا ہے۔جب میرے شوہر نے ان دونوں افسران کو پال اور دوسرے ساتھ مشنری کے متعلق بتایا تو وہ کافی پریشان ہوئے اور ان کو تلاش کرنے کے لئے فوری طور پر آدمی بھیجنے اور ساتھ ہی ایک خط بھیجا جو ضلع کی انتظامیہ کے نام تھا کہ جس شہر میں ہم لوگ ٹھہریں وہاں ہماری مکمل حفاظت کی جائے اور ہر طرح سے ضرورت کے مُطابق مدد فراہم کی جائے۔شام ابھی چار ہی بجے تھے کہ ایک آدمی جو اُن دونوں افسران نے بھیجا تھا وہ بھاگتا ہوا آیا اور اُس کے پاس خوشی کی بڑی خبر تھی کہ پال اور ہمارے دوسرے ساتھی محفوظ ہیں۔ اور آج رات تک ہمارے پاس پہنچ جائیں گے۔میرا تمام بھروسہ اور اِیمان واپس لوٹ آیا اور میرا دِل خُدا کی شکر گزاری سے بھر گیا۔خُدا کی شفقت اور محبت کا کیا ہی لازوال اور ابدی ہے۔اگر ہم تمام سمندروں کو سیاہی سے بھر دیں اور سارے آسمان کو طومار بنا دیں، گھارس کا ایک ایک تِنکا لے کر قلم بنا دیں اور ہر فرد کاتب بن جائے اور خُدا کی محبت لکھنے لگے تو آسمان کے ایک کنارے سے دُوسرے کِنارے تک بھر جائیں گے۔سمندر کی سیاہی ختم ہو جائے گی مگر خُدا کی محبت کے بارے میں پورے طور پر بیان نہیں کیا جا سکے گا۔

اُس دن ہم سترہ گھنٹے کا سفر طے کر کے رات نو بجے منزل پر پہنچے یہ بہت خوشی کی بات تھی کہ مِسٹر گوفورتھ

کافی بہتر ہوتے جارہے تھے۔ اِس دوران رستے میں کئی ہجوم ہمیں ملے اور اُنہوں نے کئی بار مِسٹر گوفورتھ اور کئی دوسرے ساتھیوں کو پیروں تلے کچلنے کی کوشش کی مگر خُدا ہمارے ساتھ تھا اور ہم یامِن شہر میں بخیریت پہنچ گئے وہاں کی ضلعی انتظامیہ نے وعدے کے مُطابق ہمیں حفاظت سے سرائے میں پہنچا دیا جب اُس رات ہمارا بیٹا پال اور دوسرا بھائی پہنچے تو سب نے مجھے جگانے کی کوشش کی مگر ناکام رہے پھر رات دو بجے اچانک میری آنکھ کھُلی اور میں نے اِدھر اُدھر دیکھا اور پال کو اپنے قریب ہی سویا ہوا دیکھ کر میرا دل خُدا کی شکرگزاری سے پھر گیا اور میں نے بیٹے کا سر مُنہ چُوم کر خُدا کی خوب شُکرگزاری کی۔ ہم سب لوگ پتھر کے فرش پر بِنا گدوں کے آرام سے صُبح تک سوتے رہے۔ صُبح ہمارے ساتھی اور بیٹے پال نے بتایا کہ جب وہ بیل گاڑی سے اُترے تھے تو پیچھے چلتے ہوئے اندھیرے کی وجہ سے رستہ بھٹک گئے اور ہم سے الگ ہوگئے اُس دن پھر اُنھیں کئی بار شدید خطرات کا سامنا کرنا پڑا ایک بار جب مشتعل ہجوم نے اُنھیں گھیر لیا اور ایک آدمی نے اپنی بھاری لاٹھی اُٹھائی کہ پال کے سر پر دے مارے اور اِس ساتھی نے انجانی قوت کے تحت چلا کر کہا ہم رومن کاتھولک نہیں۔ بلکہ پروٹسٹنٹ ہیں۔ تب اُس آدمی نے اپنی لاٹھی نیچے کر لی اور کہا یہ بُرے غیر ملکی شیطان نہیں ہیں بلکہ اچھے غیر ملکی شیطان ہیں۔ جیسے کہ چاؤ چیا کے پُو کے مشنریوں جیسے ہیں اُسی وقت لوگوں کے دل اِن کے لئے موم ہوگئے اور ایک شخص نے پال کو وہاں کے سوُر و پے دیئے تا کہ کچھ کھانا خرید سکیں اور دوسرے ایک جوان آدمی نے پال کو کندھوں پر اُٹھالیا اور کئی میل تک اُسے اُٹھائے چلتا رہا تا کہ بچے کے پیروں کو آرام دے سکے جو کافی زخمی ہو چکے تھے۔ جب وہ مزید اُسے نہ اُٹھا سکا تو وہ اُسے اُتار کر کئی میل آگے دوڑتے ہوئے ہماری تلاش میں آیا رستے میں اُسے اُن دو افسران کے سپاہی مل گئے جو پال اور ہمارے ساتھی کی تلاش میں روانہ کئے تھے جس کی وجہ سے پال اور ہمارے ساتھی کا ہم تک پہنچنا آسان ہوگیا۔ جب میں سو کر اُٹھی تو ایک گھنٹے کے اندر اندر ہم دوبارہ سفر کر رہے تھے۔ افسران نے اپنے وعدے کے مُطابق ہمارے ساتھ کافی ہتھیار بند سپاہی بھیجے تھے جو کافی دُور تک ہماری حفاظت کے لئے ہمارے ساتھ رہے۔ اُس دن ہم نے بیس گھنٹے سفر کیا اور ہم آدھی رات کو فین چِنگ شہر پہنچے۔ یہاں پر ہمیں انجینئرز کی پارٹی بھی مل گئی جو کشتیاں لے کر ہمارا انتظار کر رہی تھی۔ بیل گاڑیوں میں سفر کرنے کے بعد وہ کشتیاں کسی

نعمت کی طرح تھیں۔ حالانکہ ہمیں کشتیوں میں فرش پر ہی لیٹنا پڑ رہا تھا۔ ہین کاؤ شہر تک پہنچنے کے لئے ابھی بھی ہیں دس دن درکار تھے اور ہر دن دوسرے سے زیادہ مشکلات لئے ہوئے تھا۔ جب ابھی ایک دن باقی تھا تو ہمارے پاس سے راشن والا اسٹیمر گزرا، ہمارے بچوں نے اُسے دیکھتے ہی دُودھ اور روٹی کے لئے شور مچایا۔ ہمیں ہین کاؤ میں زیادہ دیر رُکنے کی اجازت نہیں تھی۔ ہمیں کہا گیا تھا کہ پہلے اسٹیمر ہی سے ضرورت کا سامان لینا۔ ہمیں اُس اسٹیمر سے اپنے لئے اور بچوں کے لئے کپڑے اور تھوڑا کھانا مل گیا۔ اُس رات ہین کاؤ میں رہنے کے بعد ہم صبح صبح شنگھائی کیلئے روانہ ہوگئے۔ جب شنگھائی پہنچے تو وہاں کی تمام گلیاں ایسے لوگوں سے بھری پڑی تھیں جو حملہ کرنے کے لئے تیار تھے اور وہ سب کے سب باکسر تھے۔ بڑے دُکھ کی بات یہ پتہ چلی کہ ہمارے کئی عزیز دوست باکسروں کے ہاتھوں شہید ہو چکے تھے۔ ہمارے پاس صرف پہنے ہوئے کپڑوں کے علاوہ کچھ نہیں تھا۔ لیکن گھر تک پہنچنے کے لئے ابھی کافی سفر باقی تھا۔ ہمارے مشنری بورڈ کی طرف سے ہمیں یہ کہا گیا تھا کہ آپ پیسے کی فکر مت کریں اور اُنہوں نے ہمیں کچھ پیسے بھیجے بھی تھے جو ہماری ضرورت کے لئے کافی تھے مگر مسئلہ یہ تھا کہ کوئی بھی ہمیں کپڑے سی کر دینے کے لئے تیار نہ تھا اور نہ ہی ریڈی میڈ کپڑے مل رہے تھے۔ لیکن اس ساری صورتحال میں بھی ہم سمجھ سکتے تھے کہ انسان کے لئے ناممکنات خُدا کے لئے کام کرنے کے زبردست مواقع ہوتے ہیں۔ وہ اپنے وعدوں میں سچا ہے۔ ''خُدا تمہاری ہر ایک احتیاج پوری کریگا۔'' میں گھٹنوں کے بل جُھکی ہوئی دُعا میں خدا سے فریاد کر رہی تھی کہ خُدا ہماری مدد فرما تو اُسی وقت مُجھے یہ وعدہ یاد کروایا گیا تھا۔ اچانک دروازے پر دستک ہوئی دو عورتیں باہر کھڑی میرا پوچھ رہی تھیں۔ اُنہوں نے ہمارے نام پناہ گزینوں کی فہرست میں دیکھے تھے اور خُدا نے اُنکے دل کو قائل کیا تھا کہ وہ ہماری مدد کریں۔ اُنہوں نے دن رات لگ کر ہمارے لئے کپڑے سلائی کر دیئے تا کہ ہم وقت پر اسٹیمر پر سوار ہوسکیں۔ میں اُنکی مسیحی رفاقت اور محبت کو کبھی نہیں بھلا سکتی وہ ہمارے لئے مکمل طور پر اجنبی تھیں لیکن اب وہ مسیح میں پیاری بہنیں تھیں۔ لیکن دُوسرے بچوں کے کپڑوں کی تیاری میں سب سے چھوٹے بیٹے والس کے کپڑے تیار نہ ہو سکے تھے۔ یہ کہا جاسکتا تھا کہ سامان اور کپڑے لے کر سفر کے دوران اُس کے کپڑے تیار کئے جائیں۔ اِس معاملے میں بھی خُدا نے دُعاؤں کا زبردست جواب دیا

جب میں سفر کے شروع کے دِنوں میں صبح جلدی اُٹھ کر اور رات کو دیر تک بیٹھ کر بچے کے لئے کپڑے تیار کررہی تھی۔ کیونکہ اُس کے پاس پہننے کے لئے کچھ بھی نہیں۔ مجھے اندازہ ہونا شروع ہوا کہ میری آنکھیں دُھندلا رہی تھیں اور میری ہمت بھی جواب دے گئی تھی اور مجھے صحیح سے نظر نہیں آرہا تھا۔ اس لئے آخر کار میں نے سامان سمیٹ کر رکھ دیا اور نیچے کمرے میں جا کر خُداوند کے حضور گھٹنوں کے بل جھک گئی اور بچے کے کپڑے خُداوند کے حضور پھیلا دیئے اور نہائی دُکھی ہونے کے باعث میں بالکل خاموشی سے دل ہی دل میں دُعا کرتی رہی کہ خُداوند چھوٹے بچے کے پاس پہننے کے لئے بالکل بھی کپڑے نہیں ہیں۔ اور جب دُعا کرتے کرتے مجھے تسلی مل گئی تو میں اُٹھ گئی اور اُوپر عرشے پر جا کر بے سُدھ سی ہوکر لیٹ گئی۔ پھر جانے کتنا وقت گزر گیا شاید ایک گھنٹہ کہ کسی نے آکر مجھے چھوا اور کہا، ہم یوکوہاما بندرگاہ پر لنگر انداز ہوئے ہیں اور ایک بڑا سا پارسل عرشے پر دُوسرے جہاز سے پھینکا گیا ہے۔ میرے لئے، میں چلا اُٹھی، یہ کیسے ممکن ہے میں تو جاپان میں کسی کو نہیں جانتی پھر مجھے اندازہ ہوا کہ یہ خُداوند نے جواب دیا ہے! جب میں نیچے پہنچی تو مجھے مسز او، ای جو چین کے وسطی علاقوں میں مشنری خدمت کرتی تھیں۔ اُنکا خط ملا اُنہوں نے لکھا تھا کہ اُنکا چھوٹا بیٹا جو ہمارے بیٹے والس کا ہم عمر تھا وہ فوت ہوگیا ہے۔ اور چار ماہ سے خُداوند نے میرے دل پر بوجھ ڈالا تھا کہ اُس کے تمام کپڑے اور جوتے وغیرہ والس کے لئے بھیج دوں۔ جب میں نے پارسل کھولا تو اُس میں نہ صرف بچے کی ضرورت کا تمام سامان موجود تھا جو ایک سال کے لئے کافی تھا بلکہ اُس میں کافی رقم اور ہماری مدد کے لئے بہت کچھ تھا یقیناً اُس بہن کے پاس کھڑے ہوکر شاید خداوند نے یہ سب کچھ سمجھایا تھا کہ وہ سب ہمارے لئے بھیج دے اور اُس نے ایسا ہی کیا۔ اُسکو بطور آلہ کار خُدا نے ہمارے لئے استعمال کیا تھا کہ محبت بھرے ہاتھوں سے اُس بہن نے ہمارے لئے سامان پارسل کیا۔ یقیناً وہ بہن خُداوند کے بہت نزدیک تھیں۔ جو خُداوند نے اُسے استعمال کیا۔ کیونکہ خُداوند بھلا ہے اور بھلائی سے پیش آتا ہے۔ اُس نے ہمیں باکسروں کے ہاتھوں سے نکال کر محفوظ کر دیا تھا۔ ہم لوگ جاپان پہنچ گئے تھے۔ وہاں سے ہمارا سفر آسان اور پرسکون ہوگیا تھا۔ خُدا کے فضل کو ہم نے بہت کثرت سے دیکھا اور تجربہ کیا تھا اور اب یہ ہمارے لئے زبردست گواہی تھی۔

باب 6

خداوند کی وفاداری کے مزید ثبوت

خداوند نے ہمیں باکسروں کے ہاتھوں سے بچالیا تھا اس لئے ہمیں اس کے رحم اور ترس کے بارے میں دوسروں کو ضرور بتانا تھا کیوں کہ اس نے قدرت والا ہاتھ بڑھا کر ہمیں اپنے فضل کی بدولت بچالیا تھا جو ناممکن تھا وہ اس نے ممکن کر دکھایا تھا۔ کسی نے خوب کہا تھا کہ ''سب سے محفوظ جگہ۔۔۔۔خدمت کی جگہ ہی ہوتی ہے۔''

اس لئے اپنے خدا کی خدمت ہمیں کرنا ہی تھی اور اسی جگہ کرنا تھی جو اس نے ہمارے لیے پہلے سے مقرر کر دی گئی تھی۔ اور اب تو ہم نے خدا کے فضل کا ایسا تجربہ کیا تھا جو پہلے کبھی نہیں کیا تھا۔ جب ہم اپنا سب کچھ اس کے تابع کر دیتے ہیں تو وہ ایسے جوابات اور رحمتیں عطا کرتا ہے جو ہماری سوچ اور توقع سے بھی بڑھ کر ہوتی ہیں اور ان سب سے بڑھ کر جو ہمیں ملتا ہے وہ اس کی حضوری ہے، جو تمام انعامات اور جوابات سے کہیں بڑھ کر ہے۔ اب جو واقعہ یہاں پیش کرنے جا رہی ہوں وہ میری زندگی کے ایک اور مقدس پہلو سے ہے۔

باکسروں والے تجربے سے خدا نے جس طرح ہمیں محفوظ رکھا تھا اور ہم بخیریت اپنے ملک پہنچ چکے تھے۔ اس کے بعد ہم نے زیادہ وقت دعا میں گزارا اور میرے شوہر مسٹر گوفورتھ 1901ء کے آخری ہفتوں میں پھر چین روانہ ہو گئے اور ان کے جانے کے کچھ ماہ بعد 1902ء کی گرمیوں میں بچوں کے ساتھ میں بھی چین پہنچ گئی۔ بڑے دو بچوں کو ہم نے شیفو اسکول کے ہاسٹل میں داخل کروا دیا۔ پھر وہاں سے ہم ہونان شہر روانہ ہو گئے۔ مسٹر گوفورتھ ٹی این زن کے علاقے سے ہمارے ساتھ شامل ہو گئے وہاں سے ہم کشتی میں سوار ہو گئے کیونکہ یہ چوبیس دن کا سفر ہمیں دریا میں طے کرنا تھا۔ ان چوبیس دنوں میں سفر کے دوران میرے شوہر نے رسالتی کام کرنے کا سارا طریقہ کار اور لائحہ عمل بتایا کہ آئندہ ہم کیسے خدمت کا کام سرانجام دیں گے۔ انہوں نے بتایا کہ چانگ ٹے میں مشنری اسٹیشن قائم کر دیا گیا جو باکسروں نے تباہ کر دیا تھا اور وہ مکمل طور پر کام کر رہا ہے وہاں چھ مشنری ہم خدمت موجود ہیں اور ضرورت کی تمام اشیاء وہاں موجود ہیں۔ اور اب وہاں ہماری ضرورت نہیں۔ انہوں نے کہا کہ اب وقت آ چکا ہے کہ ہم چانگ ٹے کے شمال مشرق اور شمالی علاقوں کی طرف بشارتی خدمت سرانجام دیں جہاں انجیل کا پیغام ابھی نہیں پہنچا تھا۔ اس لئے میرے شوہر نے کہا کہ ہم دونوں میاں بیوی، بچوں سمیت وہاں جا کر رہیں اور خدمت گزاری کا کام سرانجام دیں۔

اس کام کو ممکن بنانے کے لئے ہمیں ایک گھر کرائے پر لینا تھا جو مرکزی جگہ پر واقع ہو جہاں ہم ایک مہینہ رہ کر ایک مبشر یا زائد تیار کریں تا کہ وہ کام کو جاری رکھ سکیں اور پھر ہم وہاں جتنی بھی بار ممکن ہو وزٹ کرتے رہیں اور ایمانداروں کو مضبوط کرتے رہیں۔ جس جس علاقے میں بھی ممکن ہو ہم ایسا ہی طریقہ کار اختیار کیے رکھیں۔ یہ ساری منصوبہ سازی جس طرح میں سمجھ سکتی تھی اس طرح چین اور چین کے حالات سے ناواقف شخص بالکل بھی نہیں سمجھ سکتا تھا۔ چیچک، خسرہ، سرخ بخار، گردن توڑ بخار، پیچش، مروڑ اور کئی اور متعدی (لگنے والی) بیماریاں چین میں پھیلی ہوئی تھیں جو وبائی امراض بنی ہوئی تھیں ہمارے چار بچے انہی بیماریوں کی وجہ سے وفات پا چکے تھے۔ اب تین چھوٹے بچوں کو لے کر ایسی خطرناک صورتحال میں لے کر جانا ایسا ہی تھا جیسے کانٹوں پر چلا جائے اور یہ سوچا جائے کہ وہ پاؤں میں نہ چبھیں۔ اس لئے ایسی جگہ پر چھوٹے چھوٹے بچوں کو ساتھ لے کر جانا موت کو دعوت دینا تھا جب کہ وبائیں پھیلی ہوئیں تھی اور صفائی کا انتظام نہ ہونے کے برابر تھا۔ کیونکہ چین کے سرحدی علاقوں پر غیر ملکی حکومت کر رہے تھے اور اندرونی علاقے بغاوت کی وجہ سے بدانتظامی اور نفسانفسی کا شکار تھے۔ لیکن ان سب باتوں کے علاوہ مجھے ان علاقوں کی زبان آتی تھی اور ساتھ ہی اس کام کا کافی تجربہ بھی تھا، اور ضرورت بھی اسی کام کی تھی اور یہ کام کرنے کے لئے کوئی دوسری عورت بھی موجود نہ تھی۔ مجھے دل میں محسوس ہو رہا تھا کہ یہ بلاوا خدا کی طرف سے ہے۔ لیکن میں بچوں کی زندگی داؤ پر نہیں لگا سکتی تھی۔ میرے شوہر بار بار مجھے کہہ رہے تھے کہ میرے لئے اور میرے بچوں کے لئے ''محفوظ ترین جگہ خدمت کی جگہ ہے۔'' اور خدا ہمیں اور ہمارے بچوں کو کسی بھی جگہ محفوظ رکھ سکتا ہے۔ لیکن ضروری نہیں کہ ہم اور ہمارے بچے چانگ ٹے میں محفوظ رہ سکتے ہیں۔ لیکن میں نے پھر بھی منع کر دیا کہ ہم وہاں جا کر نہیں رہ سکتے۔ ہمارے گھر پہنچنے سے پہلے جب میں نے آخری بار منع کیا تو میرے شوہر نے مجھے صرف یہ جواب دیا کہ، ''مجھے بچوں کی زندگی خطرے میں محسوس ہو رہی ہے۔'' پھر ہم جس دن گھر پہنچے ہمارا بیٹا والس بیمار پڑ گیا۔ کئی ہفتے ہم اس کی زندگی کے لئے لڑتے رہے، آخر کار بحران گزرا اور ہمارا بیٹا بحال ہونا شروع ہو گیا۔ تب میرے شوہر اکیلے ہی ان علاقوں میں جانے کی تیاری میں مصروف ہو گئے۔ ان کے جانے کے دو دن بعد ہی ہمارا سب سے چھوٹی بیٹی کانسٹنس جو ایک برس کی تھی وہ اسی بیماری میں مبتلا ہو گئی جس میں اس سے پہلے بڑا بیٹا والس مبتلا ہوا تھا۔ شروع میں تو

بچے کے بچنے کی کوئی امید نہیں تھی، لیکن ڈاکٹر صاحبان، نرس اور تمام مشنری بہن بچی کی زندگی کے لئے جنگ کرنے لگے۔ بچی کا باپ ابھی کچھ دن پہلے روانہ ہی ہوئے تھے مگر جب بچی کی تشویش ناک حالت کی خبر سنی تو راستے ہی سے واپس پلٹ آئے۔ جب ہم سب بچی کے اردگرد گھٹنوں کے بل جھکے اس کی زندگی کی التجائیں کر رہے تھے تب میری آنکھیں اس معاملے کی طرف کھل گئیں جو میں کر رہی تھی کہ، ''میں قادرِ مطلق خدا سے لڑنے کی کوشش کر رہی تھی۔'' ان لمحات میں مجھے خدا کی محبت، فضل، قدرت اور اختیار کا عجیب اور انوکھا تجربہ سا ہونے لگا کہ وہ ان تمام معاملات میں مجھ سے، میرے بچوں سے اور میرے شوہر سے بے پناہ محبت کرتا ہے اور ہم جہاں بھی رہیں وہ ہمیں محفوظ رکھ سکتا، پال سکتا اور بچا سکتا ہے۔ میرا دل خوشی اور شادمانی سے بھر گیا اور میرے لبوں پر خدا کی شکرگزاری کے علاوہ کچھ نہیں تھا۔ تب مجھے اندازہ ہوا کہ میں ایک بھیانک غلطی کر رہی تھی اور میں خدا کے ہاتھوں میں اپنے بچوں کو دینے کے بجائے اپنے ہاتھوں میں انہیں محفوظ کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔ لیکن اب میں خدا پر بھروسہ کر سکتی اور اپنے بچوں کو اپنے عظیم اور قادر خدا کے ہاتھوں میں دے سکتی تھی، اور جہاں خدا لے کر جائے گا میں اس کی پیروی کروں گی۔ یعنی خدا کو ہر کام میں اول درجہ دینا ضروری ہے۔ ایک طرف ہمارے جانے کی تیاریاں ہو رہی تھیں اور دوسری طرف ہم اپنی پیاری بیٹی کو دفنانے کی تیاریاں کر رہے تھے۔

اب جب میں یہ سب تحریر کر رہی ہوں ہمارے پہلے وزٹ کو اٹھارہ برس گزر چکے ہیں۔ لیکن خدا ان سب برسوں اور وقتوں میں ہمیشہ وفادار رہا ہے اور اس کے بعد سے ہمارا کوئی بچہ فوت نہیں ہوا۔ اور نہ ہی کوئی موذی مرض اور متعدی بیماری ہمیں لگی۔ مگر ہم ہمیشہ خدا کی وفاداری اور عظمت کا بہترین تجربہ ہر برس کے ہر دن کرتے رہے اور اس بات کا ثبوت وہ گواہیاں تھیں جو بعد میں ملتی رہیں، ہم نے جس علاقے میں وزٹ کیا اور خدمت کے لئے جہاں بھی ہم ایک مہینہ رہتے وہاں بعد میں ایک اچھی کلیسیاء قائم ہو جاتی۔ اور میرے شوہر نے یہی منصوبہ بنایا تھا۔ میں نے ایک اور بات یہ بھی محسوس کی جو بہت حیران کن تھی کہ میں ان تمام وزٹ کے دوران اپنے بچوں کو زیادہ وقت آسانی سے دے پا رہی تھی بہ نسبت چانگ ٹے میں رہتے ہوئے۔ حالانکہ چانگ ٹے مشن اسٹیشن میں مشن کمپاؤنڈ کافی بڑا تھا اور بچے کافی دیر وہاں کھیل بھی سکتے تھے جب کہ جہاں ہم وزٹ کرتے وہاں جگہ چھوٹی ہوتی لیکن بچے ہماری نظروں کے سامنے رہتے۔ اگر

خواتین انجیل کا پیغام سننے کے لئے آئی ہوتیں تو بھی میں بچوں کو آسانی سے پڑھا لیتی اور ان کے لئے اسباق تیار کر لیتی۔ جب بھی میں اس زندگی کے بارے میں سوچتی ہوں میرا دل خدا کی شکرگزاری سے بھر جاتا ہے کہ اس کا فضل ہمارے لئے کتنا زیادہ تھا۔ مجھے صرف اس بات کا دکھ ہے کہ میں ان تمام دعاؤں کے جوابات کا ریکارڈ نہیں رکھ سکی۔ میں اس وقت سوچتی کہ خدا سے دعائیں مانگ کر جوابات ملنا یا چیزیں حاصل کرنا ریکارڈ رکھنے کی بات نہیں اس لئے میں نے ان چیزوں کا ریکارڈ نہیں رکھا لیکن اب افسوس ہوتا ہے کہ وہ جوابات جو خدا نے دعاؤں کے وسیلے عطا کیے وہ تو ہماری گواہیاں تھیں اور ہماری زندگی کی بنیاد بھی۔ یہ چند باتیں جو تحریر کر رہی ہوں وہ بھی یاداشت میں محفوظ رہ گئیں۔

جس دن ہماری پیاری بیٹی کانسٹنس وفات پا گئی اس سے اگلی صبح خدا نے ایک جواب دیا جس نے ہماری زندگیوں پر بے پناہ گہرا اثر چھوڑا اور ہماری خدمت کو خدا نے ایک نئے دھارے پر ڈال دیا۔

میں جب سوچتی کہ سینکڑوں بت پرست خواتین سے روز بروز واسطہ پڑے گا۔ تو پھر ان میں منادی کیسے کی جائے گی اور مجھے ایک بائبل خاتون یعنی مسیحی تعلیم سے خوب آراستہ ہو تو خدا نے دعا کے جواب میں میرے ذہن میں مسز وانگ کا نام ڈالا جو پہلے بھی ہماری مددگار رہی تھی۔ جب میں نے اس سے درخواست کی تو وہ بری طرح رو پڑی اور کہنے لگی کہ میرا صرف ایک ہی بچی باقی رہ گئی ہے اس کی زندگی خطرے میں ڈالنا میرے بس کی بات نہیں۔ جب میں نے اس کی بات سنی تو میں خاموش ہی رہ گئی اور میں نے اس سے کہا کہ آپ فکر نہ کریں بس جا کر دعا کریں، میں بھی دعا مانگتی ہوں خدا ہماری اور آپ کی مدد کرے گا۔ جب ہم اپنی بیٹی کی تدفین سے فارغ ہو کر شام کو واپس آئے تو رات کو دعا میں ٹھہر گئے۔ صبح کو ناشتے سے ابھی فارغ ہوئے تو مسز وانگ آ گئیں، ان کا چہرہ چمک رہا تھا اور آنکھوں میں خوشی کے آنسو تھے۔ آتے ہی کہنے لگیں، اے میری پیاری روحانی ماں میں آپ کے ساتھ ضرور جاؤں گی۔ جب آپ اپنے تمام بچوں کی زندگی داؤ پر لگا سکتی ہیں اور وہ بھی میری ہم وطن چینی بہنوں کے لئے، تو مجھے کس حد تک ایسا کرنا چاہیے۔ اس بات کو اٹھارہ برس گزر چکے ہیں اور میرا دل چاہتا ہے کہ میں مسز وانگ کی محبت، خدمت، وفاداری اور مسیحی ایمانداری پر بڑی سی کتاب لکھ ڈالوں جو ان برسوں میں انہوں نے دکھائی ہے۔ جیسے جیسے برس گزرتے گئے وہ میری بہترین دوست، ہمدرد اور وفادار، ساتھی بنتی گئی۔ انہوں نے ہر مشکل میں، ذمہ داری میں، خوشی

میں،غم میں ہرقدم پر ہمارا ساتھ دیا۔اوردن بہ دن مجھے اندازہ ہوتا جاتا کہ وہ خدا کی طرف سے ہمیں زبردست ساتھ اور دوست مہیا کی گئی ہیں۔ اٹھارہ برسوں کے بعد اگر چہ حالات مجھے کہیں اور لے آئے ہیں مگر وہ آج بھی چانگ ٹے چرچ میں اپنی بہنوں کے لئے خدمت گزاری کا کام کررہی ہیں۔

جب مسز وانگ نے ہمارے ساتھ جانے کی حامی بھرلی تو ہم خداوند کی شکرگزاری کرتے ہوئے خدمت پر جانے کی تیاریوں میں مصروف ہوگئے۔اسی دن ہمیں اپنے مشن بورڈ کی طرف سے ایک خاص پیغام موصول ہوااور وہ پیغام کسی بھی مشنری کی زندگی میں سب سے مشکل مرحلہ ہوتا ہےاور وہ پیغام تھا اپنی خدمت کومحدود کرنے کا یعنی ایک خاص وقت تک ہمیں اپنی خدمت کومختصر کرنے کا پیغام تھا۔ہم دونوں میاں بیوی ایک خاص علاقے میں وزٹ کے لئے جا چکے تھے۔ بشارت کے لئے تمام دروازے کھلے ہوئے تھے اور زبردست بشارت کا کام کرنے کے لئے بہترین وقت تھا۔لیکن ہمارے خزانچی کی طرف سے ہمیں پیغام ملا جو اسے مشن بورڈ کی طرف سے موصول ہوا تھا کہ وسائل کافی کم ہوگئے ہیں اس لئے ہرمشنری کواپنی خدمت کو محدود کرنا ہوگا۔ اس بات کا مطلب تھا کہ تمام مددگاروں کوروک دیا جائے اوراپنے کام کوانتہائی مختصر کردیا جائے۔ہماری ذاتی دہ یکی پہلے ہی خدمت کے لئے استعمال کی جا چکی تھی۔پھرہم ان لوگوں کومعاوضہ کیسے ادا کریں گے جومختلف طرح سے ہمارے مددگار تھےاوراس زبردست اور جلالی خدمت کے کام کو کیسے سرانجام دیں گے جوخدا نے ہمارے سامنے رکھی تھی جس کے آغاز کے لئے زبردست محنت کی گئی تھی۔مگر ہم نے فیصلہ کیا کہ خدا پرمکمل بھروسہ کرتے ہوئے ہم خدمت کا یہ کام جاری رکھیں گےاور خدا تمام وسائل مہیا کرے گا اور کبھی مایوس نہیں ہونے دے گا۔اسی ہفتے میں جمعے کے روز ہمیں نیوزی لینڈ سے ایک خاتون کا خط موصول ہوا۔اس نے لکھا تھا کہ اس کے دعائیہ خطوط لائف آف فیتھ (ایمان بھری زندگی) میگزین میں پڑھے ہیں وہ ہمارے ساتھ موجود ایک مبشر کے تمام اخراجات اٹھانے کو تیار ہیں۔ہم نے فوراً سکھ کا سانس لیا کہ چلوخدا نے دروازہ کھول دیااوراب وہ باقی بہت سے لوگوں کے لئے بھی مہیا کرے گا۔پھر ابھی اتوارگزرا ہی تھا کہ سوموار والے دن ہمارے لئے مزید خطوط آئے جن میں سے ایک خط آسٹریلیاہ سے ایک خاتون نے لکھا تھا۔اس خاتون نے واضح طور پر لکھا تھا کہ جو پیسہ وہ بھیج رہی ہیں وہ مشن بورڈ کے فنڈ میں نہ ڈالا جائے بلکہ ہم دونوں میاں بیوی اس رقم کو جس طرح بہتر سمجھیں استعمال کرسکتے ہیں اور وہ یہ رقم

سال بھر کے استعمال کے لئے بھیجتی رہیں گی کہ ہم اس کو خدمت کے خاص کاموں کے لئے استعمال کر سکتے ہیں۔لگتا تھا کسی خاص ہستی نے اس خاتون پر خدمت کے خاص کاموں کی ضرورت کو ظاہر کیا تھا۔اس طرح سال بھر کے لئے خدا نے تمام ضروریات کے لئے فنڈز مہیا کر دیئے۔اوراس سال کا آخر آنے سے پہلے ہی ہم نے آنے والے سال کی ضروریات کے لئے خدا سے مدد مانگنا شروع کر دی تا کہ خدمت کے خاص کاموں میں ہر طرح کی ضرورت بآسانی پوری ہو سکے۔میرے شوہر ہمیشہ کی طرح اتنے پر اعتماد تھے اور یقین سے بھرے ہوئے کہ خدا خود ہی ہر ضرورت کو پورا کرے گا ہمیں صرف خدمت کے کام کو جاری رکھنا ہے۔اس کے لئے وہ ہماری تنخواہوں کو بھی استعمال کرنے کا ارادہ کر چکے تھے۔لیکن میں اس کو استعمال کرنے کے لئے تیار نہیں تھی کیونکہ ہمارے لیے اور ہمارے بچوں کی تعلیم وتربیت کے لئے تنخواہ ملتی تھی۔ ہم اس وقت بیل گاڑی سے گھر واپس جا رہے تھے اس لیے معاملہ درمیان میں ہی رہ گیا حالانکہ مجھے اندازہ ہو گیا تھا کہ میرے شوہر میرے ایمان کی اس معاملے میں کمزوری دیکھ کر افسردہ ہو گئے تھے۔ جب ہم گھر پہنچے تو کینیڈا سے ایک خاتون کی طرف سے بھیجا گیا خط ہمارا منتظر تھا۔وہ میرے شوہر کے نام تھا،انہوں نے وہ خط پہلے پڑھا پھر میری طرف خط بڑھا کر بولے، میں نے تمہیں پہلے ہی کہا تھا، مجھے اس خط کی جو خاص بات اب تک یاد ہے وہ یہ لکھا ہوا تھا کہ، میں اور میری ماں آپ لوگوں کے لئے اجنبی ہیں نہ ہم آپ سے کبھی ملے نہ دیکھا نہ سنا۔لیکن میری ماں کافی دنوں سے کسی بوجھ کی وجہ سے کافی پریشان ہیں وہ آپ کو کچھ رقم بھیجنا چاہتی ہیں اور میں ان کو خاموش کروانے کے لئے آپ لوگوں کو پچاس ڈالر کی رقم بھیج رہی ہوں۔جیسے ہی میں نے خط پڑھا میں کافی شرمندہ ہو گئی کہ میں کیوں ایمان میں کمزور پڑ گئی۔ہم نے شکر گزاری کا جواب لکھ کر بھیج دیا کہ یہ تحفہ ہمارے لئے بہت قیمتی ہے جو آپ کی محبتوں سے بھرا ہوا ہے۔تب شاید دو ماہ یا اس سے زیادہ دنوں کے بعد ہمیں ایک جواب اسی خاتون کی طرف سے ملا کہ ہمارا خط ملنے کے کچھ ہی دن بعد اس کی والدہ انتقال کر گئیں لیکن ہمارے خط نے اس ماں کو آخری دنوں میں بہت زبردست ایمان اور تقویت مہیا کی اور وہ خوشی سے اپنے خداوند میں سو گئی تھی۔

تب ایک دن ہم وواین ژن شہر سے پینگ چینگ کی طرف جا رہے تھے ہم گرم دوپہر میں وہاں پہنچے اور رات وہیں رکنا چاہتے تھے۔لیکن جس مسیحی بھائی کو ہم

نے وہاں ٹھہرنے کا انتظام کرنے لئے کہا تھا اس نے بتایا کہ ابھی تک کوئی جگہ نہیں ملی اور کوئی بھی ہمیں ٹھہرانے کے لئے تیار نہیں تھا۔تب ہم نے دعا مانگنے کا ارادہ کرلیا،اس وقت جانور چارہ وغیرہ کھا رہے تھے۔ ہم نے سوچا کہ ہم بھی رات کا کھانا کھا لیتے ہیں۔ میرے شوہر نے اس مسیحی بھائی سے دوبارہ کہا کہ جا کر ہمارے لئے پھر سے جگہ تلاش کرے ہم اس دوران دعا مانگتے رہیں گے۔ہم دعا مانگنے لگے لیکن ہم آنکھیں بند کر کے دعا نہیں مانگ سکتے تھے کیونکہ چینی لوگ یہ سمجھتے تھے کہ ان کو ہپناٹائز کیا جارہا ہے اس لئے وہ ہم پر حملہ کر دیتے۔اس لئے ہم نے آنکھیں کھول کر ہی دعا مانگنا شروع کردی اور خدا سے مدد مانگنے لگے کہ وہ ہمارے رہنے کے لئے جگہ مہیا کرے۔ اور ہم ابھی کھانا ختم بھی نہ کر پائے تھے اور دعا مانگتے ابھی چند منٹ ہی گزرے ہوں گے کہ وہ مسیحی بھائی آ گئے اور ان کے چہرے پر بہت خوشی تھی۔انہوں نے آتے ہی کہا کہ ایک امیر آدمی کے پاس کافی خالی جگہ ہے اور وہ آپ کو ٹھہرانے کے لئے تیار ہے اس کو کرایہ بھی نہیں چاہیے اور جب تک آپ رہنا چاہیں مہمان کی حیثیت سے رہ سکتے ہیں۔ ہم لوگ تین دن وہاں رہے اور صبح سے لیکر رات تک بڑی بڑی بھیڑ وہاں جمع ہوتی اور ہم ان کو انجیل کا پیغام سناتے رہتے،اور خدمت کا وہ کام وہاں ایسا شروع ہوا کہ آج اٹھارہ برس گزرنے کے بعد بھی جاری وساری ہے اور اس میں کافی اضافہ بھی ہوا ہے۔چینی لوگ اکثر ہم سے کہتے کہ ہمارے بچوں کی زندگی تو شاید اسی خدمت کے لئے وقف ہوچکی ہے۔لیکن ہم لوگ جانتے تھے کہ یہ خدا کی عظیم محبت ہے اس کی مہربانی ہے کیونکہ باپ اپنے بچوں پر ترس کھاتا ہے ویسے ہی خدا ہم پر ترس کھاتا ہے۔لیکن انسان ہوتے ہوئے میں کئی بار کمزور پڑ جاتی اور سوچتی کہ میں اس آزمائش میں قائم نہیں رہ سکوں گی یا یہ امتحان میرے لئے انتہائی مشکل ہے۔لیکن خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہو جس نے ہمیشہ مجھے فضل بخشا کہ میں ایمان میں قائم رہوں اور دعا میں خوب وقت گزاروں۔ایسا کرنے سے خدا کا فضل ہم پر ہمیشہ بڑھتا ہی رہا۔ کیونکہ بچوں پر جب مشکل آتی تو ایمان میں قائم رہنا کافی مشکل ہو جاتا تھا۔اکثر اوقات ہمیں بچوں کے ساتھ بیل گاڑیوں پر سفر کرنا پڑتا تھا لیکن کبھی ایسا نہیں ہوا وہ روئے ہوں یا ضد بھی کی ہو۔وہ صرف نیند سے جاگتے ہی نیند بھری آواز میں کپڑے بدلواتے ہوئے پوچھتے امی جان کیا ہم پھر کہیں جارہے ہیں؟ اور پھر بیل گاڑی میں لیٹ کر جلد ہی دوبارہ سو جاتے تھے۔

ایک بار ہم ایک قصبے میں پہنچے تو ہمیں ٹھہرنے کی ایسی جگہ ملی جو کسی بھی طرح بچوں کے رہنے کے لائق نہیں تھی۔ وہ بہت خوفناک سی جگہ تھی کیونکہ ہمارے دونوں اطراف خنزیروں (سؤروں) کا باڑہ تھا اور وہاں ہر طرف ان کی غلاظت بھری ہوئی تھی جس سے شدید بدبو اٹھ رہی تھی اور ہمارے دروازے کے بالکل سامنے ہی دس کے قریب بڑے بڑے ڈرم نما برتن پڑے تھے جن میں کچھ ایسا مواد تھا جو تمام گرمیوں میں پڑا رہتا اور اس میں خود بخود اُبال اٹھتے تھے اور وہ انتہائی بدبودار تھا کیونکہ اس سے بھاپ کی صورت میں تعفن اٹھ رہا تھا۔ کہ سانس لینا مشکل ہو رہی تھی۔ میں بچوں کی وجہ سے انتہائی خوفزدہ ہوگئی کہ بچوں کے لئے انتہائی پریشانی ہوسکتی ہے۔ لیکن میرے شوہر انتہائی پرسکون اور مطمئن نظر آرہے تھے کہ خداوند ہمیشہ کی طرح خود ہی حفاظت کرے گا۔ ایک دن ہم نے وہاں گزارا اور دوسرے دن شام کو ہمارا سب سے چھوٹا بچہ گرم گرم محسوس ہونے لگا اس کو بخار ہونے لگا تھا۔ مجھے خطرہ تھا کہ اسے خسرہ نہ ہو جائے۔ میرے شوہر اس وقت آدمیوں سے مل کر ان کو کلام سنا رہے تھے۔ میں بچے کے نزدیک ہی گھٹنوں کے بل جھک گئی اور خداوند کے حضور گڑگڑائی کہ خداوند رحم کرے۔ آخر کار کافی دیر کے بعد میں گھٹنوں کے بل ہی سوگئی۔ مجھے نہیں معلوم کہ میں کتنی دیر اس حالت میں رہی اور جب میرے شوہر گھر میں واپس آئے تب میری آنکھ کھلی۔ فوری طور پر میں نے بچے کے ماتھے کو چھوا تو وہ ٹھنڈا اور بچہ بھی پر سکون ہو چکا تھا اگلے دن تک وہ بالکل ٹھیک ہو چکا تھا۔ کیونکہ خدا یقیناً دعاؤں کا جواب دیتا ہے۔

یکم ستمبر 1912ء میں ہم گرمیوں کی چھٹیوں سے واپس آئے تو ہم بڑی جگہ کرائے پر لینا چاہ رہے تھے۔ لیکن افسوس کہ ہمارے ساتھی مبشروں نے ایک گاؤں کی چھوٹی مارکیٹ میں ایک جگہ کرائے پر حاصل کی تھی اور وہاں صرف ایک آدمی مسیحی تھا۔ اس موسم میں وہاں جانا کافی وقت ضائع کرنے کے برابر تھا۔ کیونکہ زیادہ تر لوگ کسان تھے اور یہ موسم کاشکاری کا تھا اس لئے لوگ زیادہ تر کھیتوں میں مصروف ہوں گے۔ جب ہم وہاں جارہے تھے تو مسلسل دعا مانگ رہے تھے کہ خداوند لوگوں کے دلوں کو تیار کر کہ وہ انجیل کا پیغام سن کر ایمان لائیں۔ جب ہم وہاں پہنچے تو اندازہ ہوگیا کہ خداوند خود ہمیں لے کر آیا ہے کیونکہ وہاں لوگوں کے دل انجیل کے پیغام کے لئے پہلے سے ہی کھلے ہوئے تھے اور مرد و خواتین انجیل کا پیغام روز بروز سن رہے تھے اور خدا ان کو انتہائی انوکھے طریقے سے قائل بھی کر رہا تھا۔ شام کو جب ہم گاسپل میٹنگ کرتے، ساتھ میں آرگن بجا کر گیت گاتے تو پوری گلی میں لوگوں کا

ہجوم جمع ہو جاتا۔ لوگ خوشی سے کلام سنتے اور قبول کرتے جارہے تھے۔ ہمیں ہر طرف دوستی اور والہانہ محبت ملنے لگی اور ہمارے وزٹ کا ایک مہینہ پورا ہونے سے پہلے ہی اس گاؤں کے بڑے بڑے لوگ اور ساتھ ہی اس ضلع کے کئی امیر اور سردار بخوشی خداوند یسوع کو اپنا نجات دہندہ قبول کر چکے تھے اور بہت خوشی سے اور دلیری سے ہمارے ساتھ مل کر خدا کا پیغام دوسروں تک پہنچانے میں مشغول ہوگئے۔ ان میں ایک ماہر ڈاکٹر تھا، ایک پوری مارکیٹ کا مالک تھا۔ کئی لوگ مختلف کاروبار کے مالک تھے اور کئی لوگ زمیندار اور بڑی بڑی زمینوں کے مالک تھے، بہت سی خواتین اور نوجوان لڑکے لڑکیاں بھی مسیحی ہوئے تھے۔ وہاں زیادہ تر مرد لوگ افیم کھانے والے، جواری اور بدکاری کی زندگی بسر کرنے والے تھے۔ لیکن جتنوں نے مسیح کو قبول کر لیا تھا وہ یہ سب کچھ چھوڑ کر خداوند کی خدمت کے لئے تیار ہو رہے تھے۔ ان میں سے دو افراد تو مبشر بن چکے تھے اور انجیل کا پیغام دوسروں تک پہنچانے میں ہمارے ساتھ شامل رہتے تھے۔ اور ایک آدمی وہاں کی چھوٹی کلیسیاء کا پاسبان بن چکا ہے۔ کاش کہ میرے وقت اور اس کتاب میں جگہ ہوتی تو میں ایسے بہت سے واقعات تحریر کرتی جب مسیح کی صلیب کو مسیحی تعلیم کا مرکز اور دعا کو قوت کا ذریعہ بنایا گیا تو خدا نے ایسے بہت سے لوگوں کے دل کھولے اور لوگ جوق در جوق مسیح کو قبول کرتے گئے۔ ایک بار جب ہم لِین چنگ شہر میں دوسری بار وزٹ کر رہے تھے تو ایک عورت ہمارے پاس آئی اس کے ساتھ ایک چھوٹی بچی تھی جس کا ایک پاؤں پورا جلا ہوا تھا وہ یہاں تک سوجا ہوا تھا کہ اس کی سوجن آدھی ٹانگ تک جا رہی تھی۔ بچی کو بخار ہو رہا تھا اور تکلیف سے اس کی حالت بھی کافی خراب ہو رہی تھی۔ میں اکثر اپنی چھوٹی موٹی دوائیں اپنے ساتھ رکھتی تھی لیکن اس وزٹ میں دوائیں اپنے ساتھ رکھنا بھول گئی تھی۔ وہ عورت میرے سامنے گڑگڑا رہی تھی کہ میں اس کی مدد کروں اور میں اسے منع نہیں کر سکتی تھی۔ میں نے خداوند سے دعا مانگنا شروع کر دی کہ وہ راہنمائی کرے کہ میں اس عورت کی مدد کیسے کروں۔ دعا کے دوران میرے ذہن میں روٹی کی پُلٹس باندھنے کا خیال آیا۔ ویسے تو یہ بہت ہی بے کار سی بات معلوم ہو رہی تھی۔ کیونکہ جلی ہوئی جگہ پر روٹی کی پُلٹس باندھنا کوئی علاج نہیں تھا۔ لیکن میں نے خداوند کا نام لے کر پُلٹس باندھ دی۔ دن میں دو بار اس بچی کے پاؤں کو ہم صاف کرتے اور دعا کر کے روٹی کی پلٹس باندھ دیتے۔ ہم لوگ دس دن وہاں رہے اور جب ہم وہاں سے جانے والے تھے تو اس بچی کا پاؤں مکمل طور پر ٹھیک ہو چکا تھا اس کے ماں

باپ اور وہ بچی اور اس کے بہن بھائی سب مسیحی ہو گئے تھے، جب دوبارہ ہم وزٹ پر گئے تو اس بچی کا پاؤں دوبارہ دیکھا تو اس پر زخم تک کا کوئی نشان باقی نہیں تھا۔ میں نے یہ واقعہ جب ایک میڈیکل ڈاکٹر کو بتایا تو وہ خود کہنے لگا کہ یہ معجزہ ہی تو ہے۔ جب فطرت کو صفائی اور درست طریقے سے استعمال میں لایا جائے تو پھر معجزے ہوتے ہیں۔ میں نے جواباً ڈاکٹر سے کہا کہ معجزہ روٹی کی پلیٹس میں نہیں بلکہ خدا کے کہنے کے مطابق عمل کرنے سے معجزہ ہوا۔ یہ کسی صفائی ستھرائی کا نتیجہ نہیں۔

کافی برسوں کے بعد اسی شہر میں ہم خیموں میں عبادات کرنے کے لئے گئے۔ دن کے وقت مسیحی لوگ عبادت کرتے اور رات کو غیر ایمانداروں کو جمع کر کے عبادات کی جاتی اور کلام سنایا جاتا۔ ہمیں وہاں دوسرا ہی دن تھا کہ اچانک موسم ٹھنڈا ہونا شروع ہو گیا اور سرد شمالی ہوائیں چلنا شروع ہو گئیں اور ساتھ میں بارش بھی برسنے لگی۔ ہم لوگ خیموں میں رہ رہے تھے اور اب خیموں کی حالت برف خانے جیسی ہو رہی تھی۔ میرے شوہر کیوں کہ باہر تھے اور لوگوں سے بات چیت کر رہے تھے وہ اس دوران بھیگ گئے۔ ان کو شدید سردی لگ گئی اور نزلہ ہو گیا۔ جو بڑھتا ہی جا رہا تھا۔ ساتھ میں اگلے دن تک ان کو بخار ہو گیا اور سر اور سینے میں درد ہونے لگا، لیکن وہ اسی حالت میں لوگوں کو کلام سناتے رہے، تین دن سے وہ لگاتار اسی حالت میں تھے اور جب وہ دوپہر کو واپس آئے تو ان سے چلنا بھی مشکل ہو رہا تھا ان کی آواز بھی نکلنا مشکل ہو گیا اس لئے وہ شام تک آرام کرنے کے لئے لیٹ گئے۔ میں نے مسیحی بہن بھائیوں کو اعتماد میں لے کر شوہر کی حالت کے بارے میں بتایا اور ان سب سے دعا مانگنے کی درخواست کی۔ اور پھر میرے لیے حیران کن بات یہ تھی کہ وہ سب تو جیسے اس بات کے منتظر تھے اور سب فوری طور پر پورے دل سے خدا کے حضور گڑگڑانے لگے۔ ان سب کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور ہونٹوں پر لفظ دعا۔ میری آنکھوں سے خود بخود آنسو بہنے لگے اور میرے دل سے خدا کی شکر گزاری کی دعا نکل رہی تھی کہ ایسی دعا خدا ضرور سنے گا!

مجھے یہ بھی ڈر تھا کہ میرے شوہر نہ آجائیں اس لئے میں نے ایک گیت گانا شروع کر دیا، اور پھر کچھ لمحوں کے بعد ہی میرے شوہر آموجود ہوئے وہ کافی تیزی سے خیمے میں آئے تھے۔ ان کے چہرے پر کافی اطمینان اور خوشی تھی، وہ چہرے سے بیمار بھی نہیں لگ رہے تھے۔ ان کی رنگت بحال ہو گئی تھی اور وہ کافی بہتر بھی لگ رہے تھے۔ میٹنگ کے بعد انہوں نے بتایا کہ جب مجھے انہوں نے باہر جاتے ہوئے سنا تو ان کے سر

اور سینے کا درد فوری طور پر جاتا رہا تھا اور اب ان کا بخار بھی جاتا رہا تھا۔ رات تک وہ مکمل طور پر صحت یاب ہو چکے تھے اور بیماری کی علامات دوبارہ ان میں ظاہر بھی نہیں ہوئی تھیں۔ وہاں سے وزٹ مکمل کر کے جب ہم دوسرے علاقے میں گئے تو دو دن گزرنے کے باوجود کوئی عورت میٹنگ پر نہیں آ رہی تھی۔ اور ہم ایسی جگہ پر رہ رہے تھے کہ میں بچوں کو اکیلا چھوڑ کر نہیں جا سکتی تھی۔ اس لئے میں نے اپنے آپ کو ایک کمرے میں بند کر لیا اور دعا میں خدا کے حضور گڑگڑانے لگی کہ خداوند تو خود عورتوں کو بھیج کہ وہ آئیں اور تیرا کلام سیکھیں۔ اور پھر اسی دن سے ہمارے پاس کافی خواتین آنے لگیں۔ ان میں مسیحی خواتین کلام سیکھنے آتیں اور غیر مسیحی خواتین انجیل کا پیغام سننے آنے لگیں۔ اس کے بعد ہم دوسرے علاقے میں پہنچے، جس کا نام زک چاؤ تھا، یہاں لوگ ہمارے کافی خلاف تھے اور کوئی بھی انجیل کا پیغام سننے کے لئے تیار نہیں تھا۔ یہاں ہم بآسانی باہر جا سکتے تھے کیونکہ ہمارے پاس کافی بڑی جگہ تھی جہاں بچے آرام سے کھیل بھی سکتے تھے اور ان کے ساتھ ہماری وفادار نرس تھی جس نے 1900ء کے زمانے میں ہمارے ساتھ وفاداری دکھائی اور ہماری بیٹی رُوت کی جان بچائی تھی یعنی مسز وانگ۔ ہم دونوں نے فیصلہ کیا کہ ہر دوپہر کے بعد ہم دونوں باہر جا کر بت پرست خواتین کو انجیل کا پیغام سنانے کی کوشش کریں گی۔ باہر جانے سے پہلے ہم خداوند سے روزانہ دعا مانگتے کہ وہ ہمارے لئے دروازے کھولے کہ ہم خواتین کو انجیل کا پیغام سنا سکیں۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ کوئی دن بھی ایسا نہیں گزرا جس میں ہم نے کسی کو کلام نہ سنایا ہو یا دروازے کے پاس بیٹھ کر گناہوں سے نجات کے لئے نجات دہندہ کے بارے میں نہ بتایا ہو۔ خدا نے عجیب طور پر ہماری مدد یوں بھی کی کہ میرے شوہر کو کئی اچھے مبشر مل گئے جن کے لئے وہ مسلسل دعا مانگتے رہتے اور بات کرتے رہتے تھے۔ وہ مقامی باشندے تھے اس لئے مقامی لوگوں میں بات چیت کرنا اور ان کو سمجھانا کافی آسان ہو گیا اور جلد ہی وہاں پر ایک مضبوط اور اچھی کلیسیاء قائم ہونا شروع ہو گئی۔ میرے شوہر کی عادت تھی کہ وہ کافی آدمیوں کو سکھاتے رہتے اور اپنے مشنری حلقے اور دوسرے مشنری حلقوں کو مبشر تیار کرنے کا کہتے رہتے تھے۔ اور اس کام کے لئے اپنے تیار کردہ مبشران کو دوسرے مشنری گروہوں کے ہاں بھیج دیتے تھے۔ میں نے شروع میں اس بات کی مخالفت کی کہ ایسا کیوں کرتے ہیں تو ان کا سادہ سا جواب یہ تھا کہ خداوند مجھ پر اس قدر مہربان ہے تو میں اپنے بھائیوں کے ساتھ مہربانی سے کیوں پیش نہ آؤں؟ وہ

اس بات میں بالکل حق بجانب تھے کیونکہ جب بھی انہوں نے کسی اچھے مبشر کو دوسروں کے ہاں بھیجا، خدا جلد ہی پہلے سے بھی اچھے مبشر کو تیار کر دیتا۔ ان کے اس راز کا پتہ ایک خط سے چلا جو انہوں نے اپنے ایک دوست کو کینیڈا میں لکھا تھا۔ انہوں نے لکھا تھا کہ ہم اس شہر میں ایک چھوٹی مارکیٹ میں گزشتہ برس ستمبر سے موجود ہیں۔ میرے ساتھ مسٹر ٹونگ جو ہمارے دوست اور پرانے وفادار ساتھی مبشر ہیں اور ایک گریجویٹ نوجوان جو ابھی ناتجربہ کار ہے لیکن اس علاقے میں واحد مسیحی ہے۔ لیکن وہ انتہائی پرجوش اور مددگار مسیحی ہے چانگ ٹے میں یہ نوجوان تبدیل ہوا اور اس نے مسیح کو اپنا نجات دہندہ قبول کیا اور اب ہمارے ساتھ خدمت میں شامل ہے اور خدا کے فضل سے ہم لوگ ایمان رکھ کر دعا کرتے ہیں اور خدا درجنوں لوگوں کو لے کر آ رہا ہے جو زیادہ تر نشہ کرنے والے، جواری اور چور ڈاکو ہیں، وہ خود آ آ کر ہم سے پوچھ رہے ہیں اور وہ انہیں انجیل کا پیغام سنا رہے ہیں۔ صبح سے لے کر آدھی رات تک ہم خدمت میں مشغول رہتے ہیں۔ ہمارے پاس مزدور تھوڑے ہیں ہم تھک رہے ہیں، اس لیے میں اس بھاری بوجھ کو لے کر خداوند کے حضور جھک گیا ہوں اور درخواست کی ہے کہ فضل تیری ہے اور بہت زیادہ ہے لیکن مزدور بہت تھوڑے ہیں اس لیے مہربانی فرما کر مزدور بھیج دے۔ میں خداوند کے حضور پوری دل جمعی سے بلکہ رو رو کر فریاد کرتا ہوں کہ وہ مزدور بھیج دے اور خداوند کے فضل سے وہ بوجھ میرے دل سے اٹھ گیا ہے اور مزدور آنے لگے ہیں اور بڑھتے جا رہے ہیں۔ میں نے اپنی بیوی کو بتایا تھا کہ خدا مزدور بھیج دے گا۔ میری بیوی کے ساتھ بھی دو خواتین ہیں جو وفادار خدمت گزار ہیں۔

خدا نے مجھے دو چھینی پڑھے لکھے افراد مہیا کیے ہیں جو زبردست بولنے والے ہیں ان میں سے ایک نے ایک بزرگ کاروباری شخص کو تیار کر لیا ہے وہ اپنے کاروبار کو اپنی اولاد کے حوالے کر کے ہمارے ساتھ مبشرانہ خدمت کرنے لگا ہے۔

پھر گزشتہ برس ایک اسکالر (مفکر) جو افیم کا نشہ کرتا اور جوا کھیلتا تھا وہ مسیح کو قبول کر کے تبدیل ہو چکا ہے۔ وہ بہت تیزی سے کلام سیکھ رہا ہے اور لگتا ہے کہ جلد ہی وہ زبردست کلام سنانے والا بن جائے گا۔ پھر مزید دو بھائی شروع میں ہی مسیحی ہو گئے اور زبردست مبشرانہ خدمت سرانجام دے رہے ہیں۔ ان کا والد بھی ان کے فوراً بعد ہی مسیحی ہو گیا اور بیٹوں کی خدمت میں ان کے لئے کھانے کا انتظام کرتا ہے تاکہ ان کو منادی کرنے میں مشکل نہ ہو۔ اس خط کو پڑھنے کے بعد میرا دل خدا کی شکرگزاری سے مزید بھر گیا اور میں

خدا کی شکر گزاری زیادہ سے زیادہ کرنے لگی۔ خدا کا فضل مزید بھی ہم پر بڑھ رہا تھا اور صاف نظر آ رہا تھا، کہ ہمارے بچے بیماریوں سے محفوظ تھے، حالانکہ چینی لوگ جب بھی کہیں جاتے تھے وہ اپنے بچوں کو ہر جگہ اٹھائے پھرتے ہیں چاہے ان کو کسی بھی طرح کی بیماری ہی کیوں نہ لگی ہو۔ اور ہمارے پاس تو روزانہ ہی درجنوں افراد صبح سے رات تک موجود رہتے تھے۔ لیکن خدا کے فضل سے ہمارے بچے اور ہم بھی سب بیماریوں سے محفوظ رہتے تھے یہ خدا کا فضل ہی تھا۔

اب جو واقعہ درج کر رہی ہوں وہ یہ بتانے کے لئے تحریر کیا ہے کہ ہمیں علم نہیں ہوتا کہ ہم کب خطرات میں پڑ سکتے ہیں لیکن خدا ہمیں کیسے بچا سکتا ہے یہ کوئی نہیں جانتا لیکن ہم یہ جانتے ہیں کہ وہ بچانے والا ہے اور ہر وقت ہمارے ساتھ ہے۔ ایک دن ایک گاؤں میں منادی کرنے کے لیے میں گئی۔ میرے ساتھ تین سالہ چھوٹی بیٹی مَیری تھی۔ جب ہم وہاں پہنچے تو ایک مسیحی خاتون ہماری منتظر تھی جو ہمارے لیے کھانا اور پانی بھی لائی تھی۔ خواتین میں منادی کرتے کرتے میں تھک گئی تھی لیکن میں اس مسیحی خاتون سے یہ پوچھ نہیں پائی تھی کہ اس نے اپنے بچے کا منہ کیوں ڈھانپا ہوا ہے کیونکہ بچہ تو ہمیشہ اس کے ساتھ ہوتا تھا اور وہ اسے اٹھائے رکھتی تھی۔ جب ہم جانے لگے تو میں نے اسے پوچھا کہ آج بچے کا منہ کیوں ڈھانپا ہوا ہے تب اس نے بچے کے منہ سے کپڑا ہٹایا تو میں کانپ کر رہ گئی کہ بچہ کو چیچک ہوا تھا۔ اس کے بعد کئی ہفتے تک میں اپنی بیٹی میری کا درجہ حرارت (بخار) چیک کرتی رہی مگر خدا کا شکر ہے کہ اسے کچھ نہیں ہوا تھا۔ ایسے بہت سے واقعات نے ثابت کیا کہ میرے شوہر مسٹر گوفورتھ ٹھیک کہتے تھے کہ سب سے محفوظ جگہ خدمت کی جگہ ہوتی ہے۔ جب بھی میں ان برسوں کو یاد کرتی ہوں جب ہم بچوں کے ساتھ سفر میں ہی رہتے تھے تو خدا کی شفقت اور محبت اور بے پناہ فضل کو بیان کرنے کے لیے میرے پاس الفاظ نہیں ہیں۔ اگر چہ بہت شدید مشکلات بھی آئیں مگر وہ سب حالات و واقعات خدا کے خاص فضل اور قوت کے لیے بہترین مواقع بھی تھے۔ اگر چہ میں کئی بار مایوس بھی ہو جاتی کہ پھر بچوں کو لے کر کہیں نہیں جاؤں گی لیکن ہر بار خداوند نے ایسے ثبوت دیئے کہ وہ ہمارے خاندان کو اپنے جلال اور خدمت کے لیے استعمال کر رہا تھا تا کہ ہم لوگوں کے درمیان جا کر رہیں اور خداوند ان کو اپنی بادشاہی کے لئے جیت لے۔ اور میں حوصلہ پا کر جلدی اپنے خداوند کی مرضی پوری کرنے کے لیے چل پڑتی۔

کیونکہ کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ،

جس نے اس دھرتی پے ہے پیارا تارا
سوچو تو وہ خود ہوگا کتنا پیارا؟

باب 7

چھٹیوں کا ایک واقعہ (1908ء سے 1910ء)

''مصیبت کے دن مجھ سے فریاد کر میں تجھے چھڑاؤں گا اور تو میری تمجید کرے گا۔'' (زبور 15:50)

1908ء کے موسم گرما میں مجھے مجبوراً پانچ بچوں کے ساتھ کینیڈا واپس جانا پڑا صرف میرے شوہر چین میں رہ کر خدمت گزاری کا کام کر سکتے تھے کیونکہ فنڈز کی کمی تھی۔ جب میں بچوں کے ساتھ بحری جہاز کا لمبا سفر طے کر کے ٹورنٹو کینیڈا پہنچی تو ہمارے بڑے بیٹے کو گردن توڑ بخار آ گیا۔ اور اس کی حالت بہت خراب ہوگئی۔ میں نے دعا مانگنا شروع کر دی اور وہ واقعات یاد کرنے لگی جن میں وہ موت کے منہ سے بچا کر صحیح سلامت ہمارے حوالے کیا گیا تھا تو میرا دل ایمان سے بھر گیا کہ وہ دوبارہ صحت مند ہو جائے گا۔ لیکن میں جیسے جیسے دعا مانگتی گئی مجھ پر یہ بات بہت واضح ہوتی گئی کہ میری درخواست کا سارا دارومدار مجھ پر ہے یعنی دوسرے الفاظ میں مجھے اپنا آپ اور اپنی مرضی خدا کے تابع کرنا ہوگی۔ کیونکہ میں یہ فیصلہ کر چکی تھی کہ ان چھٹیوں میں میں کوئی میٹنگ نہیں لوں گی اور مکمل طور پر اپنے بچوں کو وقت دوں گی۔ تب میں نے فوری طور پر اس گناہ کا خدا کے حضور اقرار کیا کہ میں اپنی زندگی کے کاموں کو اپنی مرضی سے ترتیب دے رہی تھی اور خدا کی مرضی جانے بغیر منصوبہ سازی کر رہی تھی۔ میں نے خدا سے معافی مانگی اور کہا کہ میں اپنے بیٹے کو خدا کی خدمت کے لیے بڑا کروں گی۔ میں ضرور میٹنگ لوں گی ساتھ ہی جیسے خدا کی مرضی ہوگی بچوں کی پرورش ویسے ہی کروں گی۔ اب میرے سامنے چھ مشکل دروازے تھے، اور تمام کا کھلنا ضروری تھا، اس سے قبل کہ میں جا کر لوگوں کو چین کے بارے میں بتاؤں کہ وہاں مسیح کی کس قدر ضرورت ہے۔

پہلا دروازہ یہ تھا کہ خداوند ہمارے بیٹے کو مکمل صحت یاب کرے تا کہ میں جب میٹنگز کے لئے باہر جاؤں تو بیمار بچے کی طرف سے فکرمند نہ رہوں۔ دوسرا دروازہ میری ذاتی صحت کی بحالی تھی کیونکہ ڈاکٹر نے مجھے کہا تھا کہ مجھے ایک آپریشن کی ضرورت ہے۔ تیسرا دروازہ یہ تھا کہ باقی تمام بچوں کو خدا صحت مند رکھے۔ چوتھا دروازہ یہ تھا کہ خدا گھر میں کام کاج اور دیکھ بھال کے لیے ایک مددگار فراہم کرے تا کہ میں باہر جا کر خدا کی خدمت گزاری کا کام کر سکوں، حالانکہ میری آمدن اتنی کم تھی کہ کسی کام کرنے والی کو رکھنے کے بارے میں سوچنا ہی فضول تھا کیونکہ ہم انتہائی مشکل سے گزارہ ہی کر پاتے تھے۔ پانچواں دروازہ یہ تھا کہ ایک مسیحی خاتون ہر میرے بچوں کو میری غیر موجودگی میں پڑھا

بھی سکے۔ اور ان کی دیکھ بھال بھی کر سکے۔ چھٹا دروازہ پیسوں کے بارے میں تھا کہ مجھے باہر جا کر کلیسیاؤں سے ملنا اور چین میں خدمت کے بارے میں بتانا تھا تا کہ وہ کلیسیائیں اور لوگ چین میں مشنری خدمت میں مددگار ہو سکیں۔اس کے لئے مجھے کافی سفر کرنا تھا اور سفر کرنے کے لیے پیسے کی ضرورت تھی جو ہمارے گھر کے اخراجات کے علاوہ درکار تھا۔ جب میں نے یہ سب مشکلات خداوند کے سامنے رکھیں تو مجھے واضح طور پر یہ تصدیق ملی کہ خداوند ہر چیز کے لیے مہیا کرے گا۔

میرے بیٹے کو اسٹریچر پر ٹورنٹو لایا گیا تھا اور ڈاکٹر اسے سر اٹھانے سے منع کر رہا تھا لیکن وہ لڑکا بضد تھا کہ وہ ٹھیک ہے اور ایک جگہ پر بے حس و حرکت نہیں رہ سکتا۔ بات نہ ماننے سے اسے کوئی خطرہ نہ ہو میں نے ڈاکٹر صاحب کو فون کر کے بلوایا تا کہ وہ لڑکے کی جانچ کر سکیں۔ وہ جیسے ہی پہنچے انہوں نے لڑکے کی اچھے سے جانچ کی اور پھر کہا، میں اس لڑکے کو بے حس و حرکت رہنے کو نہیں کہہ سکتا کیونکہ ایسی کوئی بیماری اس میں نہیں اس لیے جیسے بھی وہ حرکت کرنا چاہتا ہے اسے حرکت کرنے دی جائے ایک مہینے کے اندر اندر لڑکا واپس اپنے کالج جانے لگ گیا وہ بالکل صحت یاب ہو چکا تھا کچھ مہینوں کے بعد اس نے حکومت کے محکمہ جنگلات میں نوکری کے لئے اپلائی کیا اس کے لیے اسے حکومتی ڈاکٹر سے میڈیکل چیک اپ کروانا ضروری تھا۔ میرے بیٹے نے ڈاکٹر کو اپنی صحت کے متعلق تفصیل سے بتایا لیکن جب ڈاکٹر نے مکمل چیک اپ کر لیا تو میرے بیٹے سے کہا کہ جو کچھ آپ مجھے اپنی صحت کے متعلق بتا رہے ہیں ایسی کوئی علامت مجھے آپ کے جسم میں نہیں ملی اس لیے میں آپ کو مکمل صحت یابی کی رپورٹ ہی دوں گا۔ پھر جب میری صحت کی بات آئی تو میں اپنے علاج کے لیے ڈاکٹر کے پاس گئی اور ڈاکٹر نے میرا چیک اپ کرنے کے بعد بتایا کہ آپ کو آپریشن کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ آپ میں بیماری کی کوئی علامت موجود نہیں یعنی دوسرا دروازہ بھی کھل گیا تھا۔ کیونکہ میں مکمل طور پر صحت یاب تھی۔ ایک خادمہ ہمارے ہاں کام کرنے کے لیے آ گئی جو انتہائی اچھی اور ہمدرد تھی تا کہ میں خداوند کی خدمت آسانی سے کر سکوں۔اس کے علاوہ میری ایک بھتیجی جو شادی شدہ تھی وہ ہمارے قریب ہی رہائش پزیر تھی اس نے کہا کہ وہ ہمارے گھر میں آ کر ٹھہرا کرے گی جب جب میں خدمت گزاری کے کام کے لیے باہر جایا کروں گی۔ اب پانچ دروازے کھل چکے تھے۔صرف چھٹا دروازہ باقی رہ گیا تھا یعنی پیسے۔لیکن میں جانتی تھی کہ جیسے ہی مجھے کسی جگہ جانے کی ضرورت پڑی خدا خود ہی پیسوں

کا انتظام کردے گا۔ اور پھر ایسا ہی ہوا۔ اور ہر مہینے ہماری آمدن میں اضافہ ہوتا گیا، ہمارے اخراجات سے زیادہ پیسہ ہمارے پاس آنے لگا جس کو میں نے خدمت گزاری کے لئے استعمال کرنا شروع کر دیا۔ مجھے چین میں خدمت گزاری کے لیے ایک آرگن بھی درکار تھا تا کہ وہاں گیت گانے میں ہمیں آسانی ہو۔ خدا نے سب چیزوں کے لیے پیسے مہیا کر دیے تھے۔ اور میں خدمت کا کام بآسانی کر سکتی تھی۔ میں نے میٹنگز کی دعوت قبول کر لی اور جہاں بھی مجھے بلایا جاتا میں جانا شروع ہوگئی اور روز بروز خداوند پر بھروسہ بڑھتا جا رہا تھا۔ کیونکہ خدا ہماری حدود اور وسعتوں میں اضافہ کر رہا تھا۔ میں نے جب اپنے مشنری بورڈ کے سامنے اپنے فنڈز کے لیے درخواست دی کہ میں چین واپس جا کر شوہر کے ساتھ مل کر خدمت کر سکوں تو وہ قبول ہوگئی۔ کیونکہ خداوند فرماتا ہے کہ، خاموشی سے نجات کے کام دیکھو۔ آج بھی نجات دیکھو اور کل کی فکر نہ کرو کیونکہ کل اپنی فکر آپ کر لے گا۔ خدا مجھے ہر معاملے میں بھروسہ کرنے کا طریقہ سکھا رہا تھا۔ اور میں جو کچھ تحریر کر کے آپ کے سامنے لا رہی ہوں اس کا مطلب یہی ہے کہ میں نے ایسی زندگی میں برسوں پہلے قدم رکھا تھا جس میں مکمل بھروسہ اور توکل خدا پر کرنا سیکھا تھا اور اس کو اپنی عملی زندگی میں اپنایا تھا۔

جس وقت ہم لوگ چین سے چلے تھے اس وقت میرے شوہر نے کہا تھا کہ بچوں کے کھانے کے لیے فکر مت کرنا وہ سیب کھانے کے شوقین ہیں۔ جتنے وہ چاہیں ان کو کھانے دینا، سیب کافی مہنگے تھے اور گھر سنبھالنا کوئی آسان کام نہیں تھا یہ مجھے کینیڈا میں چھ بچوں کے ساتھ رہ کر پتہ چلا۔ لیکن میں نے ایک چھوٹی سی ٹوکری سیبوں کی خریدی اور پھر مجھے خریدنے کی ضرورت نہیں پڑی۔ شروع میں ٹوکریوں میں سیب آتے رہے پھر جیسے جیسے موسم آیا بیرل میں سیب آنے لگے جو مختلف ذرائع سے آ رہے تھے اور بعض دفعہ کافی دور سے بھی سیب آتے تھے۔ ایک بار جب مشکل سے ہم نے آخری بیرل ختم ہی کیا تھا تو ایک اور بیرل آ گیا جس میں سیبوں کی سخت قسم موجود تھی۔ بچوں نے شکایت شروع کر دی کہ یہ کھانے میں سخت ہیں اس لیے ان کو نرم سیب خرید کر دے دیے جائیں وہ کافی مہنگے سیب تھے لیکن کھانے میں بہت لذیذ تھے۔ میں نے ایک چھوٹی سی ٹوکری نرم سیبوں کی خریدی تھی کہ ہمارے بہت دور کے ایک دوست کی طرف سے ہمیں نرم سیبوں کی بڑی بیرل مل گئی۔ میں محسوس کر رہی تھی کہ خداوند ہمارے لیے کس طرح سے مہیا کر رہا تھا کہ ہم سوچ بھی نہیں سکتے تھے۔ جب ہم اپنا آپ اس کی مرضی اور خدمت کے لیے وقف کر دیتے ہیں تو وہ

ہمارے بچوں کی تمام ضروریات کے لیے بھی مہیا کرتا ہے اوران کا خیال رکھتا ہے۔ پھل کا موسم ختم ہونے پر میں سردیوں کے لیے پھل محفوظ نہیں کرسکتی تھی لیکن، ان سردیوں میں ہمیں ٹین کے ڈبوں میں محفوظ کردہ پھل آنے لگے، یہ سب تحائف زیادہ تر نامعلوم مقامات سے آرہے تھے۔ ہمارے پاس سردیوں میں کم ازکم ستر قسم کے پھل محفوظ شدہ جمع ہوگئے تھے اور ہم ہر روز مل کر خدا کی شکرگزاری کرتے تھے۔ میں آپ کو تمام پھلوں کے بارے میں تفصیل تو نہیں بتا سکتی مگر صرف ایک تحفے کے بارے میں ضرور بتاؤں گی۔ ایک بار مجھے دس دن کے لیے خدمت گزاری کے کام کے لیے باہر جانا تھا اور مجھے پتہ تھا کہ گھر میں پھل کے ڈبے ختم ہوگئے ہیں۔ اس لیے میں نے تھوڑے خشک میوہ جات جو کافی سستے تھے خرید کر گھر میں رکھ دیے تا کہ میری غیر حاضری میں کام آسکیں۔ جب میں دس دن کے بعد واپس گھر پہنچی تو دروازے پر ہی تمام بچے خوشی سے والہانہ ملتے ہوئے میرے گرد جمع ہوگئے اور ہر کوئی بات کرنا چاہ رہا تھا۔ سب کہہ رہے تھے کہ ہمارے لیے ایک زبردست تحفہ آیا ہے اور بچے مجھے کچن کی طرف لے گئے۔ انہوں نے مجھے میز پر رکھے انتہائی مزیدار اور قیمتی پھل کے بیس بڑے ڈبے دکھائے ساتھ میں کچھ زبردست جوس کی بوتلیں بھی تھی اس تحفے کے ساتھ ایک کارڈ بھی لگا ہوا تھا، جس پر یہ تحریر تھا، رَین فروٗ میں موجود بہنوں کی طرف ہماری پیاری بہن کے لئے ایک چھوٹا سا تحفہ جو چین میں ہماری طرح خدمت گزار رہی ہے۔ خدا ہمارے لیے نجانے کس کس کے دل کو کھول رہا تھا ہم سوچ بھی نہیں سکتے تھے۔

سردیوں کے شروع میں ہی مجھے اس بات کا احساس ہو چکا تھا کہ مجھے اب بہت سی جگہوں پر خدمت گزاری کے لیے دعوت دی جارہی ہے اس لیے لوگ روز بروز رابطہ کرنے کی کوشش کرتے تھے اور ایسا کرنے کے لیے ہمیں ایک ٹیلیفون درکار تھا کیونکہ مجھے کال سننے کے لیے بھی کئی بار پڑوسیوں کے ہاں یا اپنے مشن آفس جانا پڑتا تھا جو دوسروں کے لیے کافی تکلیف دہ تھا۔ میں ٹیلیفون کے اخراجات سے ہچکچا رہی تھی کیونکہ مجھے یہ اندازہ نہیں تھا کہ یہ خدا کے جلال کا باعث ہوگا یا نہیں تا کہ پیسے کا استعمال غلط نہ ہو۔ آخر کار میں دعا میں ٹھہر گئی اور خدا سے درخواست کرتے ہوئے فریاد کرنے لگی کہ اگر تو یہ ٹیلیفون خدا کے جلال کے لیے استعمال ہوگا تو پھر خدا اس کے لیے خاص وقت تک آدھی رقم کا انتظام کردے تا کہ مجھے اندازہ اور یقین ہوجائے کہ یہ ضرورت خدا کی طرف سے ہے۔ اور پھر وہ وقت ختم ہونے سے پہلے پہلے ہی رقم مجھ تک پہنچ گئی تو میں نے

ٹیلیفون خرید لیا۔ جیسے جیسے سردیاں بڑھ رہی تھیں میرے لیے ایک فر والے کوٹ کی سخت ضرورت بڑھتی جارہی تھی کیونکہ دور دور تک سفر کرنا ہوتا اس لیے کینیڈا کے برفیلے موسم میں فَر والے کوٹ کی اشد ضرورت تھی۔ میں نے اپنے دفتر میں درخواست دی کہ مجھے ایک فَر کوٹ کی سخت ضرورت ہے اور دفتر نے میری درخواست منظور کرتے ہوئے اسی دن کوٹ کے لیے رقم فراہم کردی۔ اس میں شک نہیں تھا کہ خداوند کی خدمت کے لیے مجھے کوٹ کی سخت ضرورت تھی اس لیے خدا نے اس کا فوری انتظام کر دیا تھا۔ اور دو دن کے اندر اندر ہی مجھے وہ کوٹ مل گیا جس کی مجھے ضرورت تھی۔ وِنی پِگ پریسبٹری چرچ کی خواتین نے میرے لیے وِنی پگ، برینڈن اور کئی دیگر شہروں میں تقریباً دس جگہ میٹنگز کا انتظام کیا۔ ان جگہوں تک پہنچنے کے لیے مجھے کافی زیادہ رقم درکار تھی اور جب تخمینہ لگایا تو وہ ایک سو ڈالر سے بھی زیادہ رقم بن رہی تھی۔ اور جب میں ٹورنٹو سے ٹرین کا سفر کرتے ہوئے وِنی پِگ جارہی تھی تو مجھے شدید زکام ہوگیا جو میرے گلے اور سینے میں بیٹھ گیا۔ میں ٹھیک سے بول بھی نہیں پارہی تھی۔ لیکن خواتین کو بھی مایوس کرنا نہیں چاہتی تھی۔ میں نے اسی وقت خداوند سے مدد مانگنا شروع کردی اور اپنے آپ کو مکمل طور پر خداوند کے سپرد کیا کہ وہ ان میٹنگز میں میری مدد کرے تا کہ مجھے قوت ملے اور میں بآسانی بول سکوں۔ اور پھر بعد میں آنے والے دس دن میرے لیے بہت زبردست رہے جب میٹنگ کا وقت ہوتا تو میں بالکل صاف اور واضح بول سکتی تھی اور بخار اور زکام کا پتہ تک نہ ہوتا لیکن میٹنگ سے پہلے اور بعد میں میری حالت انتہائی خراب ہوتی کہ میں سرگوشی سے زیادہ اونچی آواز نہ نکال پاتی۔ مثال کے طور پر ایک اتوار مجھے ڈاکٹر گورڈن کے چرچ میں شام کی عبادت میں بولنا تھا اور اس سے پہلے ان کے گھر میں بولنا تھا۔ ان کے گھر میں میٹنگ کے بعد میں ان کی اہلیہ سی ڈبلیو گورڈن کے ساتھ بیٹھی شام کے کھانے کی میز پر ان سے یہ درخواست کر رہی تھی کہ اگر وہ میری جگہ بول لیں تو انہوں نے کہا کہ وہ ضرور دعا کر رہے ہیں کہ میں ہی بول سکوں اور جب شام کو چرچ پہنچے اور کلام کے وقت سے پہلے جب ڈاکٹر گورڈن دعا مانگ رہے تھے تو میں بھی پلیٹ فارم پر ان کے پیچھے کھڑی تھی کہ اچانک مجھے محسوس ہوا کہ کوئی مجھے بلند آواز میں دعا مانگنے کو کہہ رہا ہے۔ میں نے بھی فوری طور پر دعا مانگنا شروع کردیا اور میں نے سنا کہ میں کافی بلند آواز میں صاف اور واضح الفاظ میں دعا مانگ رہی تھی۔ خداوند نے مجھے قوت اور طاقت بخشی اور بولنے کے لیے آواز و الفاظ بھی عطا کیے تھے۔ پورا چرچ کھچا کھچ بھرا ہوا تھا

حتیٰ کہ سنڈے اسکول کے کمروں کو بھی لوگوں کو بٹھانے کے لیے استعمال کیا گیا تھا۔ جب ڈاکٹر گورڈن نے میرا تعارف کروایا اور میں آگے آئی تو مجھے سکون اطمینان اور قوت محسوس ہو رہی تھی۔ مجھے لگا جیسے ابنِ آدم خود میرے ساتھ کھڑا مجھے بتا رہا ہے کہ میں کیا بولوں، میں ایک گھنٹے سے زیادہ بولتی رہی اور کوئی رکاوٹ اور تکلیف نہ ہوئی۔ مگر جب میں بول چکی تو میرا گلا پھر بیٹھ چکا تھا اور جسم میں درد ہو رہا تھا۔ بعد میں ڈاکٹر صاحب اور ان کی اہلیہ نے بتایا کہ کئی لوگ جو دور دور بھی بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے بھی ایک ایک لفظ سنا اور مکمل طور پر سنا۔ ان دس دنوں میں ایسا ہی ہوتا رہا۔ جب میں واپس سفر کر رہی تھی تو میں نے خداوند سے درخواست کی کہ مجھے شفا عطا کرتا کہ بعد میں آنے والی میٹنگز میں بآسانی بول سکوں کیونکہ مجھے اونٹاریو میں کئی جگہ بولنا تھا۔ اور ساتھ ہی میں نے یہ بھی خداوند سے درخواست کی کہ اگر وہ چاہے تو مجھے کچھ دن کا آرام ملے۔ جب میں گھر پہنچی تو میرے چار بچوں کو خسرہ ہو رہا تھا۔ کچھ ہفتے مجھے بچوں کے ساتھ ہی رہنا پڑا جس کی وجہ سے میرے گلے کو بھی جو آرام درکار تھا وہ مل گیا اور میں مکمل طور پر بحال ہوگئی۔ اور پھر تمام سردیوں میں میرا گلا مکمل طور پر بحال رہا اور میں ہر جگہ میٹنگ میں بھی شریک ہو سکی۔

جب گرمیاں آئیں تو میں بچوں کے کپڑوں کو دیکھ رہی تھی تو بہت پریشان ہوئی، کیونکہ وہ کافی پھٹ رہے تھے اور میرے پاس سلائی کرنے کا وقت نہیں تھا کیونکہ مجھے تقریباً روزانہ ہی کسی نہ کسی جگہ جانا ہوتا تھا۔ میں نے سوچا کہ کیا میں میٹنگز کینسل کر دوں۔ جس کے لئے میں خداوند سے وعدہ کر چکی ہوں؟ میرے شوہر نے مجھے لکھا تھا کہ میں بچوں کے لیے سلے سلائے (ریڈی میڈ) کپڑے خرید لوں۔ لیکن میں جانتی تھی کہ وہ کتنے مہنگے ہیں۔ لیکن میرے شوہر چاہتے تھے کہ میں چین کے لیے زیادہ سے زیادہ میٹنگز کروں اور خدا خود ہی بچوں کے ریڈی میڈ کپڑوں کا انتظام کر دے گا۔ میں بھی دعا کرتی رہی اور پھر کچھ دن بعد ایک چرچ میں مجھے بولنے کی دعوت دی گئی جو اونٹاریو کے مغربی علاقے میں تھا۔ میٹنگ کے اختتام پر ایک نفیس سے بزرگ آدمی نے ایک چھوٹا سا لفافہ میرے ہاتھ میں تھما دیا۔ اس میں کافی رقم تھی۔ میں نے ان سے درخواست کی کہ میں اس رقم کو کہاں استعمال کروں ان کی کیا مرضی ہے؟ ان کا ٹھوس اور واضح جواب تھا کہ یہ رقم میرے بچوں کے لیے ہے اس کو خدا کی مرضی کے مطابق اپنے بچوں کے لیے جیسے چاہو استعمال کرو۔ میرا دل خداوند کی شکر گزاری سے بھر گیا اور میں نے اسے خداوند کی مدد سمجھ کر رکھ لیا۔ میں نے ٹورنٹو گھر آ کر

بچوں کے لیے ریڈی میڈ کپڑے خریدے تا کہ اپنا وقت اور طاقت خداوند کی خدمت کے لیے بچا سکوں۔ پھر ایک دن کام کرتے ہوئے گھر میں دعا کر رہی تھی کہ اچانک میرے دل میں اپنی دو عزیز دوستوں کا خیال بار بار آنے لگا وہ چین کے وسطی علاقوں میں مشنری کی خدمات سرانجام دے رہی تھیں۔ میں نے سوچا کہ مجھے ان کو کچھ رقم بھیجنی چاہیے۔ میں نے اپنا پرس کھول کر دیکھا تو اس میں صرف آدھا ڈالر رقم تھی۔ میں نے اسی وقت دعا مانگی کہ خداوند تو اپنے لوگوں کی ضرورت کے لیے مہیا کرتا کہ میں ان کو رقم بھیج سکوں۔ میں نے دل کی تسلی کے بعد دعا مانگنا بند کی اور کاموں میں مشغول ہوگئی۔ اس دوپہر مجھے ایک خط ملا جو اونٹاریو کے دور دراز علاقے سے آیا تھا جہاں میں نے ایک برس پہلے وزٹ کیا تھا اور چین کے مشنریوں کی ضرورت کے لیے بات کی تھی۔ وہ خط کرسچیئن سوسائٹی کے خزانچی کی طرف سے تھا۔ جس میں پانچ ڈالر بھی تھے۔ انہوں نے یہ بھی لکھا تھا کہ وہ رقم میرے وزٹ پر ہی مجھے دینی تھی مگر نجانے کیسے رہ گئی اس لیے معذرت کے ساتھ یہ رقم قبول کریں۔ مجھے فوراً اپنی دوستوں کا خیال آیا تو میں نے سوچا کہ میں ان کو یہ رقم بھیج دوں گی۔ میرے شوہر آنے والی صبح کینیڈا پہنچ رہے تھے۔ میں نے ان کا انتظار کیا اور جب وہ پہنچے تو میں نے ان سے بات کی انہوں نے فوراً پانچ ڈالر مزید مجھے دیئے اور کہا کہ دس ڈالر ان کو بھیج دوں۔ پھر کچھ دن کے بعد مجھے میری ان دوستوں کی طرف ایک خط ملا کہ جس دن میرا خط رقم کے ساتھ انہیں ملا وہ دونوں مسلسل دعا میں تھیں اور انہیں یقین دہانی ہوچکی تھی کہ انہیں رقم مل جائے گی اور یہ رقم وہ مشن بورڈ سے نہیں مانگ سکتی تھیں کیونکہ یہ ان کی کچھ ذاتی ضرورت تھی۔ جب میرا خط ان تک پہنچا تو انہیں ایک اور خط بھی ملا جس میں دس ڈالر تھے اور دس ڈالر ہمارے خط میں تھے تو دونوں بہنوں کی کل ضرورت بیس ڈالر ہی تھی جو خداوند کے فضل سے عجیب انداز میں پوری ہوئی تھی۔

اسی طرح ایک بار مجھے دس دن مونٹر پال اور اردگرد کے علاقوں میں میٹنگز کے لیے جانا تھا مجھے اطلاع ملی کہ بچوں کے سنڈے اسکول میں پارٹی ہوگی جو میری غیر موجودگی میں ہونا تھا۔ اور چھوٹی میری کے پاس اس موقع کے لیے لباس نہیں تھا۔ میں نے سوچا کہ اس کو سفید اون کا لباس تیار کر دیتی ہوں لیکن اب وقت کم تھا۔ مجھے دو دن میں مونٹر پال جانا تھا۔ لیکن اسی دن ہماری کلیسیاء کی ایک بہن نے مجھے بلایا اور کہا کہ میں کافی عرصے سے آپ کی کچھ مدد کرنا چاہتی ہوں لیکن وقت نہیں مل پا رہا تھا۔ کیا میں کچھ سلائی کر کے آپ کی مدد کر سکتی ہوں۔ میں نے اشکوں بھری آنکھوں اور شکر

گزار دل کے ساتھ ان کی مدد قبول کر لی۔ اور جب میں دس دن کے بعد گھر واپس پہنچی تو مَیری نے مجھے اپنا خوبصورت سا سفید رنگ کا لباس دکھایا جو اس بہن نے سلائی کر کے دیا تھا۔ سنڈے اسکول میں بہت لوگوں نے مَیری کا لباس پسند کیا تھا۔

پھر تقریباً دو برس کے بعد ہمیں چین جانے کی اجازت مل گئی لیکن ہمارے سامنے ایک بہت بڑا مسئلہ آن کھڑا ہوا کہ ہمارے بڑے دونوں بچوں کو اب یہیں رہنا تھا۔ بڑا بیٹا تو اکیلا رہ سکتا تھا لیکن سولہ سالا بیٹی کو اکیلا چھوڑ نا ممکن نہیں تھا۔ اس کے لیے ایک خاص ذمہ دار شخص درکار تھی جو اس کی دیکھ بھال اور راہنمائی کر سکے۔ میں نے تین افراد سے بات کی جن کے بارے میں میں سوچتی تھی کہ وہ قابل بھروسہ ہیں کہ وہ مشنری کی بیٹی کی دیکھ بھال کر سکیں گے مگر تینوں نے اس کام سے انکار کر دیا۔ تب میں نے فوری طور پر خداوند سے مدد کی درخواست کی کہ میں اپنی مرضی نہیں بلکہ تیری مرضی پوری کرنا چاہتی ہوں اس لیے اس معاملے میں تو ہی دروازہ کھول کیونکہ اگر تو چاہتا ہے کہ میں چین جا کر اپنے شوہر کے ساتھ خدمت کا کام سرانجام دوں تو پھر دروازہ کھول تا کہ میں اپنی بیٹی کو اس کی نگہبانی میں دے کر جا سکوں۔ تھوڑے دنوں کے بعد ایک خاتون نے مجھے بلایا جس نے اپنی زندگی نوجوان لڑکیوں کی تربیت کرنے کے لیے وقف کر رکھی تھی۔ اس کا خوبصورت مسیحی کردار اسے دوسروں سے بے حد ممتاز کرتا تھا اور میں بڑی خوشی سے اپنی بیٹی اس کی نگہداشت میں دے کر چین جا سکتی تھی۔ اس خاتون نے بتایا کہ اپنی خدمت کے ابتدائی برسوں میں وہ بھی چین جا کر خدمت کرنا چاہتی تھی مگر تمام رستے بند تھے۔ لیکن پھر خداوند نے اس کے دل میں ڈالا کہ وہ ایسے بچوں کی دیکھ بھال کی خدمت کرے جن کے والدین مشنری ہیں۔ برسوں گزر چکے ہیں اس بات کو اور اس نے ہماری توقعات کو بہت زبردست طریقے سے پورا کیا ہے۔ خدا باپ نے ہماری توقعات سے بڑھ کر ہماری مدد کی تھی۔ ہم سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ ہماری بچی ایسے محفوظ ہاتھوں میں ہوگی۔ تیاریاں زور وشور سے جاری تھیں کہ ہم چین جا سکیں اور جیسے دن نزدیک آئے تو ہماری بیٹی روت ایک دن کھیل کود کر گھر آئی تو اس کا موٹا کوٹ بری طرح سے پھٹا ہوا تھا جیسے کانٹوں کی باڑ سے الجھ کر پھٹ گیا ہو اس کے پاس ایک ہی کوٹ تھا اور سمندر کے سفر کے لئے ضروری تھا۔ میں نے سوچا تھا کہ جب انگلینڈ پہنچیں گے تو وہاں سے نیا لے لیں گے۔ میں نے اسٹوروں میں تلاش کیا لیکن موسم گزر چکا تھا اس لیے کوٹ نہ ملا۔ دوسرا سلائی کرنے کا وقت نہیں تھا۔ میں نے فوری طور پر خداوند

سے درخواست کی کہ وہ مہیا کرے۔ کچھ دن کے بعد میری ایک دوست خدمت گزار بہن کا فون کال آیا کہ اس کی ماں شکاگو سے واپس آئی ہیں اور ان کے پاس کچھ سامان ہے جو وہ آپ کو تحفے میں دینا چاہتی ہیں۔ جب میں ان کے ہاں سے پارسل لے کر گھر پہنچی اور اس کو کھولا تو میں نے سکھ کا سانس لیا کیونکہ اس میں کافی اچھے کپڑے اور سرخ رنگ کا بھاری کوٹ بھی تھا جو روت کو مکمل طور پر پورا آیا تھا۔ اس ثبوت نے میرے ایمان کو مزید پختہ کر دیا کہ خداوند ہمارے ساتھ ہے اور چاہتا ہے کہ میں بھی چین جا کر خدمت کروں۔ ویسے یہ بات وہ لوگ سمجھ سکتے ہیں جن کو خداوند کی طرف سے ایسے تحائف ملتے ہیں کیونکہ دوسرے لوگ اس کی برکت کو نہیں جانتے۔

تیرے قدموں میں آئے ہیں
ہم کو چھو لے یسوع
اپنی حضوری سے اپنی معموری سے
ہم کو بھر دے یسوع
سارے بوجھ اور بندھن
تیرے قدموں میں لائے ہیں
اپنی پناہ میں اپنی نگاہ میں
ہم کو رکھ لے یسوع!

خدا نے ان تمام چھٹیوں کے دوران ہمیں اپنے بے پناہ فضل، محبت، رحمت اور قدرت کے بہت سے ثبوت مہیا کیے جن کا شمار کرنا بھی میرے بس میں نہیں۔ مشکلات آئیں اور ضرور آتی رہیں مگر خداوند نے ہر مشکل میں وقت سے پہلے ہی مہیا کیا اور مدد فراہم کی۔ اس دوران میری عادت بن چکی تھی کہ میں چین کے لیے بولنے جہاں بھی جاتی میں گھٹنوں کے بل دعا کرتی کہ خداوند تو الفاظ اور انداز عطا فرما۔ اور ہر بار خدا ایسے انوکھے جملے عطا کرتا کہ میں ان کو بول کر خود بھی حیران ہوتی۔ کیونکہ میں نے ایسا سوچا بھی نہ ہوتا تھا۔ کیونکہ وہ بروقت اور ہر وقت مدد کرنے والا خدا ہے۔ اور جب بھی میں بول کر ہٹتی افسوس کہ شیطان یہ کہنے کی کوشش کرتا کہ تم نے بہت اچھی باتیں کی۔ لیکن میں فوراً ایسے خیالات کو جھڑک دیتی اور مسیح کے تابع کرتی اور کہتی کہ یہ تو ہمارے خدا کا فضل اور تحمل ہے کہ وہ ہمیں ایسی باتیں، جملے عطا کرتا ہے جن کو ہم نہیں جانتے اور جن کی اشد ضرورت ہوتی ہے۔ اسی کی حمد ہو!

میں نے اپنی عزیز دوست سے پوچھا جس کی تحریریں مسیحی دنیا میں تہلکہ مچا رہی تھیں اور لوگ ہزاروں کی تعداد میں مسیح کو قبول کر رہے تھے۔ میں نے پوچھا کہ وہ کیسے اتنی عمدہ باتیں لکھ لیتی ہے؟ اس نے بڑی نرمی، حلیمی اور دھیمی زبان میں عقیدت سے جواب دیا کہ یہ سب تو میں دعا

میں خدا سے مانگتی ہوں وہ سب کچھ کرتا ہے۔ میں خود اس بات کا اقرار کرتی ہوں کہ چھوٹے سے چھوٹا کام جو میں کرتی ہوں وہ سب ہمارے خداوند کا فضل ہے۔

آبِ حیات سب کو پلاتا ہے المسیح
تشنہ لبوں کی پیاس بجھاتا ہے المسیح

بھوکے جو زندگی کی غذا کے ہیں سیر ہوں
نان بقا سبھوں کو کھلاتا ہے المسیح

پوشاک راستی کی نہ ہو جس کے جسم پر
اس کو لباس پاک دلاتا ہے المسیح

دیدارِ ربِ پاک کی گر تم کو ہو طلب
الحق خدائے پاک دکھاتا ہے المسیح

عصیاں کے مرض میں جو گرفتار ہوں غریب
آجائیں وہ شفا کو بلاتا ہے المسیح

اندھیرے اور موت کی وادی میں جو پڑے
ان کو اٹھا فلک پہ بٹھاتا ہے المسیح

دنیا اور نفس کے جو ہو گئے غلام
قیدِ گناہ سے ان کو چھڑاتا ہے المسیح

جو کھا کے مر گئے بھی زہر گناہ کو
قُم کہہ کے ایسے مُردے جِلاتا ہے المسیح

آجاؤ میرے پاس تم میں آرام دوں تمہیں
اِنجیل میں یہ مژدہ سناتا ہے المسیح

باب 8

ناممکن کو ممکن کرنے والا ہمارا خدا

”دیکھو میں خداوند ہوں---- کیا میرے لیے کوئی کام دشوار ہے؟“ (یرمیاہ 27:32)

”آہ اَے خداوند خدا! --- تیرے لیے کوئی کام مشکل نہیں۔“ (یرمیاہ 17:32)

یہ سچائی کہ جو آدمی سے نہیں ہوسکتا وہ خدا سے ممکن ہے، ہم نے 1910ء میں انگلینڈ میں کیزوک کنونشن میں اپنے سامنے وقوع پزیر ہوتے دیکھی۔ ایک شام جب میرے شوہر میٹنگ سے واپس آئے میں ان کے ساتھ نہیں جا سکی تھی۔ انہوں نے بتایا کہ ایک خاتون بڑی پریشانی میں ان کے پاس آئی وہ بڑی اچھی خدمت گزار مسیحی خاتون تھی لیکن اس کی زندگی میں دنیاوی فکریں اتنی بڑھ گئیں کہ وہ ان پر غالب نہیں آپا رہی تھی۔ وہ کیزوِک کنونشن میں تین برس سے آرہی تھی کہ شاید وہ فتح سے بڑھ کر غلبہ حاصل کر پائے۔ میرا دل اس عورت کے لیے پگھل گیا اور میں اس کی مدد کرنا چاہتی تھی۔ مگر میرے شوہر اس کا نام بھی نہیں جانتے تھے اور پنڈال میں باہر اندھیرا تھا تقریباً چار پانچ ہزار افراد اس کنونشن میں جمع تھے اور اس عورت کو تلاش کرنا

بہت مشکل تھا۔اس رات میں نے خداوند سے التجا کی اے خداوند اگر تو چاہتا ہے کہ میں اس عورت کی مدد کروں تو مجھے بتا اور اس عورت کو مجھ سے ملا کیونکہ میں اس عورت کی تکلیف کو سمجھ سکتی تھی۔تین راتوں کے بعد وہ پنڈال اتنا بھرا ہوا تھا کہ مجھے سیٹ نہیں مل رہی تھی۔ جب میٹنگ شروع ہونے والی تھی میں نے غور کیا کہ ایک خاتون بار بار جگہ بدل رہی تھی اور پھر وہ اچانک اٹھی اور میری طرف آ گئی اور کہنے لگی کیا میں آپ کے پاس بیٹھ سکتی ہوں۔ میں نے بڑی مشکل سے اس کے لیے جگہ بنالی۔اس وقت مسٹر ایف بی میئر کلام سنا رہے تھے،تب میں نے دیکھا کہ وہ خاتون کافی پریشانی میں تھی، اس کی آنکھوں سے تیزی سے آنسو بہہ رہے تھے۔ میں نے اس کے کندھوں پر اپنا بازو رکھا جس کو اس نے مضبوطی سے تھام لیا۔میٹنگ کے اختتام پر میں نے اس سے کہا کیا میں آپ کی کچھ مدد کر سکتی ہوں؟ اس نے کہا نہیں میری کوئی مدد نہیں کر سکتا۔میرے لیے کوئی امید باقی نہیں بچی ، میں وہ منحوس ناول پڑھتی ہوں جنہوں نے میری زندگی تباہ کی ہے۔ میں نے حیرانگی سے اس عورت کو دیکھا اور کہا کیا آپ ہی وہ خاتون ہیں جس نے ہفتے کی رات مسٹر گوفورتھ سے بات کی تھی؟ اس نے کہا جی ہاں،لیکن آپ کون ہیں؟ میں نے بڑی مشکل سے فرطِ جذبات پر قابو پاتے ہوئے اسے اپنی دعا کے بارے میں بھی بتایا۔ اگلے چند منٹ ہم دونوں صرف آنسو بہاتے رہے۔ پھر خداوند نے میری مدد کی کہ میں اس پریشان حال اور پسی ہوئی جان کی مدد کروں اور خداوند کی تسلی اور اطمینان اس کے دل میں اتر گیا۔تب ہم جدا ہوئے اور چند دن کے بعد وہ خاتون دوبارہ مجھے ملی اور اب وہ پہچانی نہیں جا رہی تھی اس کا چہرہ خداوند کے اطمینان اور خوشی سے چمک رہا تھا۔کچھ دنوں بعد مجھے گلاسگو میں ایک میٹنگ میں بولنا تھا اور میں اسی خاص واقعے کے بارے میں بتا رہی تھی اور ایک گیت کے ایک مصرعے کے بارے میں بیان کر رہی تھی اور جب اس گیت کے مصرعے کے بارے میں بتانے کی باری آئی تو وہ میرے ذہن سے ہی نکل گیا اور میں نے کوائر سے پوچھا ان کو بھی یاد نہیں تھا پھر لوگوں سے پوچھا ان کو بھی یاد نہیں تھا تب میں نے جلدی جلدی اپنا پیغام ختم کیا اور بیٹھ گئی۔ بیٹھتے ہی میں نے خداوند سے فریاد کی کہ میں شرمندہ ہوں اور خداوند مجھے وہ مصرعہ بتا کہ کہاں ہے اگر گیتوں کی کتاب میں ہے تو مل جائے۔اور میں نے گیتوں کی کتاب پکڑ کر کھولی تو پہلی سطریں جن پر میری نظر پڑی وہی مصرعہ تھا جو ایک لمبے گیت کا آخری

حصہ تھا۔تب میں دوبارہ اٹھی اور لوگوں کو بتایا کہ میں نے دعا کی اور خدا نے جواب دیا اور اس مصرعے کے بارے میں بتایا اور جیسے ہی وہ مصرعہ بتایا تمام کلیسیاء پر خاموشی چھا گئی اور سب پر گہرا اثر ہوا۔اس کے دو برس بعد ایک نوجوان مشنری چین میں خدمت کے لیے آئے۔انہوں نے بتایا کہ وہ اس میٹنگ میں موجود تھے اور وہ مصرعہ اس کی زندگی کو خداوند کی خدمت کے لئے تیار کرنے کے لیے ایک زبردست برکت ثابت ہوا اور اسی کی وجہ سے وہ آج چین میں مشنری کی خدمت سرانجام دے رہے تھے۔ **"انہوں نے تجھ سے فریاد کی اور رہائی پائی۔ انہوں نے تجھ پر توکل کیا اور شرمندہ نہ ہوئے۔"** (زبور 5:22)

چین کے لیے کینیڈا سے نکلنے سے پہلے ہم نے چین کے اسکول میں جو شیفو میں تھا اس کو اپنے بچوں کے داخلے کے لیے خط لکھا تھا۔لیکن جب ہم انگلینڈ سے چین کے لیے روانہ ہونے والے تھے اس وقت ہمیں ان کی طرف سے جواب ملا کہ ہمارے پاس بچوں کا بہت ہجوم ہے اس لیے آپ کے بچوں کو داخلہ نہیں دیا جاسکتا۔یہ بات میرے لیے کافی بڑا سوالیہ نشان تھی کیونکہ مجھے چین پہنچ کر زیادہ وقت باہر جا کر خدمت کرنی تھی اور بچوں کو اکیلا نہیں چھوڑا جاسکتا تھا اور نہ ہی ان کی پڑھائی کو متاثر کیا جاسکتا تھا۔اس لیے اب ایک مسیحی خاتون کی ضرورت تھی تا کہ وہ بچوں کو پڑھا بھی سکے اور میری غیر موجودگی میں گھر کی دیکھ بھال بھی کر سکے۔ہم جس سمندری راستے پر سفر کر رہے تھے وہ سائبیریا کا راستہ تھا اور میں مسلسل اس معاملے کو لے کر سوچتی رہی اور بڑی شدت سے خداوند سے فریاد بھی کرتی رہی۔کیونکہ میں جانتی تھی کہ ایک ایسی جوان مسیحی خاتون چین میں تلاش کرنا کتنا مشکل تھا۔ہم اپنے مشنری اسٹیشن پہنچنا چاہتے تھے مگر بیماری نے ہمیں آدبایا اور ہمیں پے تایہو میں رکنا پڑا، جہاں ہمیں ایک جوان خاتون ملی جو ایک مشنری کی بیٹی تھی۔ مشکلات راستے میں آئی تھیں مگر خداوند ایک ایک کر کے ان کو راہ سے ہٹاتا جا رہا تھا۔ہم نے اپنا سفر جاری رکھا اور یہ جوان خاتون ہمارے ساتھ شامل ہوگئی اور ہمیں اپنے بچوں کے لیے ایک بہترین گورنس مل گئی تھی اور وہ اس خدمت کے لیے تیار بھی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆

☆☆☆